

Respected Urdu Lover,

Greetings and Welcome,

Our mission is to upload 1,001 Free Urdu Novels by 2010. You can help us by

- (1) Composing some pages of the upcoming Novels
- (2) Emailing this Novel to your 50 friends.

For more details please visit now: www.1001Fun.com

:: Our Special Thanks to ::

www.OneUrdu.com

www.PakStudy.com

www.UrduArticles.com

www.UrduCL.com

www.NayabSoftware.com

اردو پسندوں کو آداب اور خوش آمدید

ہمارا مشن دو ہزار دس (2010) تک ایک ہزار ایک (1,001) مفت اردو ناول آن لائن کرنے کا ہے۔ آپ اردو سے محبت کے اس مقدس مشن میں ہمارے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں۔ ﴿1﴾ آئندہ ناول کے چند صفحات کی کمپوزنگ کر کے ﴿2﴾ یہ ناول اپنے پچاس (50) دوستوں کو ای میل کر کے ﴿2﴾ مزید تفصیلات کے لیے ابھی وزٹ کیجیے۔

www.1001Fun.com

تاریخ آغاز: 03052008

by:theproactivesproduction.

کالے چراغ

از

ابن صفی

ناول کا آغاز

بارش اور بادل کے شور سے کان پھٹے جا رہے تھے۔ اندھیرے میں یہ شور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے یہ دنیا کی آخری رات ہو اور اب کبھی سورج نہ دکھائی دے گا یہ سلسلہ چار بجے شام ہی سے شروع ہوا تھا۔ اب دس بج رہے تھے لیکن اس دوران میں ایک بار بھی بارش کا تار نہیں ٹوٹا تھا۔۔۔ بیگم جعفری ایک ہلکی سی شال میں لپٹی ہوئی آرام دہ کرسی میں دراز تھیں۔۔۔ ان کے چہرے پر گہرے تفکر کے آثار تھے۔۔۔ ڈرائنگ روم میں ان کے علاوہ چار افراد اور بھی تھے جو رات کے کھانے کے بعد سے اب تک یہیں بیٹھے تھے اور اس دوران میں کافی کا چور چل چکا تھا۔۔۔ جعفری خاندان کا بزرگ اب بیگم جعفری ہی تھیں۔۔۔ حالانکہ وہ جمیل، شکیل، غزالہ اور روجی کی سوتیلی ماں تھیں لیکن ان کے رکھ رکھاؤ سے سوتیلے پن کا اظہار نہیں ہوتا تھا۔۔۔ چاروں بہن بھائی بچے تھے جب وہ اس گھر میں آئی تھیں اور دو سال کے بعد خود بھی بیوہ ہو گئی تھیں۔۔۔ وہ ان کی جوانی ہی کا زمانہ تھا لیکن انہوں نے ان بچوں کے لیے کود پر بڑھا پٹاری کر لیا۔۔۔ اور یہ حقیقت ہے کہ وہ ان کے لیے مرٹی تھیں۔۔۔ ابھی پچھلے ہی سال انہوں نے بڑے بیٹے جمیل کی شادی کی تھی۔۔۔ جب بہو گھر آئی تو انہوں نے نے سارے انتظامات اس کے سپرد کر دیئے تھے۔۔۔ لیکن جمیل نے اسے منظور نہیں کیا تھا۔ وہ سب ان کی برتری اور

بزرگی ہر معاملے میں قائم رکھتے تھے۔۔۔

بیگم جعفری اکثر سوچتیں کہ کیا ان کے اپنے بچے بھی انہیں اسی طرح محبت کرتے جس طرح یہ چاروں کرتے ہیں۔۔۔ وہ گھنٹوں اس موضوع پر سوچتیں لیکن آخر انہیں تسلیم کرنا ہی پڑتا کہ ان کے اپنے بچے نالایق بھی ثابت ہو سکتے تھے کیونکہ ان کے سامنے ایسی بہتری مثالیں ہوتیں۔۔۔ مگر آج کل وہ بہت مغموم تھیں۔۔۔ کیونکہ ان کی جنت میں ایک خبیث روح گھس آئی تھی۔۔۔ اور اس نے ان کا سکون چھین لیا تھا۔۔۔ ویسے بھی وہ جمیل کی بیوی کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتی تھیں اس کے علاوہ بھی یہ چیز ان کے لیے بڑی تکلیف دہ تھی کہ جمیل آج بھی گھر والوں کے ساتھ کھانے کی میز پر موجود نہیں تھا۔۔۔ وہ جمیل کی بویو کا کلمایا ہوا چہرہ دیکھتیں اور دل ہی دل میں کڑھتی رہتیں وہ جمیل جو کبھی ان کے سامنے اونچی آواز میں بولنے کی ہمت نہیں

نہیں کر سکتا تھا آج ہی انہیں ترکی بہ ترکی جواب دیتا چلا گیا تھا۔ اس نے کہا تھا وہ اپنی مرضی کا مختار ہے۔۔۔ جو چاہے کرے گا بیگم جعفری دخل انداز نہیں ہو سکتیں وہ سنائے میں آ گئی تھیں لیکن پھر اس طرح خاموش ہو گئی تھیں جیسے سچ مچ ان سے کوئی بہت بڑی غلطی سرزد ہوئی ہو۔۔۔ اس وقت وہ شکیل کو بھی ایسی نظروں سے دیکھ رہی تھیں جیسے کل کو وہ بھی اسی طرح ان کا دل توڑے گا۔۔۔ شکیل، جمی سے چھوٹا تھا لیکن عمروں میں دو سال سے زیادہ فرق نہیں تھا۔۔۔ بیگم جعفری نے ایک طویل سانس لی اور کھڑکی کے باہر دیکھنے لگیں۔۔۔ شکیل

ہیں۔

اس وقت۔۔۔ بیگم جعفری نے حیرت سے کہا۔ کون ہے۔۔۔؟

پتہ نہیں کون صاحب ہیں۔۔۔ نوکرنے کہا۔۔۔ خواخوہ جت کرتے ہیں۔۔۔ کہنے لگے مشتری منزل یہی ہے نا۔۔۔ یہاں شکیل صاحب رہتے ہیں نا۔۔۔ میں نے کہا جی ہاں رہتے ہیں مگر یہ جعفری منزل ہے۔۔۔ کہنے لگے نہیں مشتری منزل ہے۔ اس

اس پر انہوں نے جھگڑا شروع کر دیا۔۔۔ بولے تم مجھ سے زیادہ قابل ہو کیا۔۔۔ میں ایم اے بی اے۔۔۔ نہ جنانے کیا کیا ہوں۔

اوہو۔۔۔ شکیل بے ساختہ اچھل کر کھڑا ہو گیا، اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔ پھر اس نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی اور بیگم جعفری کے سوال کا جواب دیئے بغیر راہداری میں دوڑتا چلا گیا۔

کیا مصیبت ہے۔۔۔ بیگم جعفری بڑبڑائیں۔ ایک طرح سے سبھوں کے دماغ اٹے جا رہے ہیں۔ اللہ رحم کرے۔ پھر نوکروں کو دیکھ کر بولیں۔ کون آیا ہے؟

پتہ نہیں بیگم صاحب انہوں نے اپنا نام بتایا تھا مگر پھر ایم اے۔ بی اے۔ اور نہ جانے کیا کیا کہنے لگے۔ می نام ہی بھول گیا۔ خواخوہ مجھ سے لڑنے لگے کہ یہ مشتری منزل ہے۔

جاؤ بیگم جعفری ہاتھ اٹھا کر بولیں اور نوکر چلا گیا۔

رضیہ، روجی اور غزالہ میں پھر سرگوشیاں ہونے لگیں تھیں۔ بیگم جعفری کے چہرے پر نظر

غزالہ، روجی اور جمیل کی بیوی آہستہ آہستہ گفتگو کر رہے تھے۔۔۔ بارش کے شور کی وجہ سے شاید ان کی آوازیں بیگم جعفری تک نہیں پہنچ رہی تھیں۔۔۔ انہوں نے یک بیک ان لوگوں کی مڑ کر کہا۔ کیا آج تم لوگوں کو نیند نہیں آ رہی؟

نہیں امی۔۔۔ شکیل بولا۔ جب تک جمیل بھائی آپ کے پیروں پر ناک نہیں رگڑیں گے مجھے نیند نہیں آئے گی۔

احمقوں کی سی گفتگو نہ کرو۔۔۔ جاؤ۔۔۔ سو جاؤ۔۔۔

مجھے نیند نہیں آئے گی امی۔۔۔ میرا دل اچھا ہے کہ جمیل بھائی کا گلا گھونٹ دوں۔

کیا بکواس ہے۔ بیگم جعفری نے غصیلی آواز میں کہا۔

ایسی بیہودگی مجھے پسند نہیں ہے۔۔۔ اگر تم نے اس کے خلاف ایک لفظ بھی کہا تو میں تم سے بھی ناراض ہو جاؤں گی۔۔۔ اس کا کیا قصور ہے وہ تو جیسے اپنے ہوش میں نہیں ہے۔

آپا نہیں مجھ سے زیادہ نہیں جانتیں امی۔

ہاں ٹھیک ہے۔۔۔ تم ہی نے تو اس کی پرورش کر کے اسے اتنا بڑا کیا ہے تم کیسے نہ جانو گے۔

آپ میرا مطلب نہیں سمجھیں۔

میں کچھ نہیں سمجھنا چاہتی۔ جاؤ اب سو جاؤ۔

دفعتا ایک نوکر کمرے میں داخل ہو کر شکیل سے بولا۔ ایک صاحب آپ کو پوچھ رہے

خدا سے لاش ہی میں تبدیل کر دے غزالہ نے کہا۔ جو شاید اس خیال سے گڑبڑا گئی تھی کہ کہیں اس کے اس ریمارک نے رضیہ کو دکھ نہ پہنچایا ہو۔

دفعۃً تشکیل کمرے میں داخل ہوا اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور ہنسی نکلی پڑ رہی تھی۔ امی وہ میرا دوست۔۔۔ بہت دور سے آیا ہے۔۔۔ اسے پہلے ہمیں اطلاع دینی چاہیے تھی۔ ہم اسے اسٹیشن لینے جاتے۔ اس نے کہا۔

اوہو۔۔۔ تمہیں دوستوں سے اتنی دلچسپی کب سے ہو گئی۔۔۔ تمہارا تو یہ خیال تھا جہاں کسی دوست کی آمد کی خبر سنی اس طرح ہونٹ سکڑ لیے جیسے وہ ساری زندگی تمہارے ساتھ رہنے کے لیے آیا ہو۔

یہ دوست ان سے مختلف ہے امی۔۔۔ یہ ان لوگوں کی طرح بور نہیں کرتا۔۔۔ بلکہ خود ہی دوسروں کی دلچسپی کا سامان بن جاتا ہے کہی تو میں اسے یہاں لاؤں۔۔۔ وہ۔۔۔ تھکا ہوا آ رہا ہے۔۔۔ نہیں اب صبح اس سے ملیں گے۔ اس کا کھانا۔۔۔ وہیں کمرے میں جائے گا۔

کھانا۔ تشکیل مسکرا کر بولا؛ وہ کہتا ہے میں نے پچھلے ہفتے سے کھانا نہیں کھایا۔۔۔ اور نہ آئندہ کھانے کا ارادہ ہے۔

دوسری خبیث روح۔ غزالہ آہستہ سے بڑبڑائی اور تشکیل ہنسنے لگا پھر بولا۔ یقیناً۔۔۔ اگر جمیل بھائی خبیث ارواح سے تعلق قائم کر سکتے ہیں تو پھر میں کیوں پیچھے

آنے والا اضطراب کچھ اور بڑھ گیا تھا۔
لڑکیوں آخر تم کب تک جاگتی رہو گی؟ وہ بڑبڑائیں۔
نیند نہیں آئے گی امی۔۔۔ اس شور میں۔ غزالہ نے کہا۔
کچھ دیر خاموشی رہی پھر بیگم جعفری نے کہا۔ یہ اتنی رات گئے اس اس طوفان میں کون آیا ہے۔۔۔ میں سچ کہتی ہوں کہ یہ دونوں لڑکے مجھ پیالہ بنا دیں گے۔
امی۔۔۔ آپ خواہ مخواہ پریشان ہوتی ہیں۔ روجی بولی۔ وہ بھیا کے کوئی دوست ہوں گے۔ ان کے زیادہ تر دوست یونہی اوٹ پٹانگ قسم کے ہیں۔
میرے خدا۔۔۔ یہ جمیل کتنا اچھا لڑکا تھا۔ بیگم جعفری مغموم آواز میں بولیں کتابوں کا کیڑا۔۔۔ دنیا کی لغوبات سے اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔۔۔ یک بیک اس خبیث عورت نے نہ جانے کس طرح اس کا دماغ الٹ دیا۔
امی۔ وہ عورت شیطانی قوتوں کی مالک معلوم ہوتی ہے آپ اس سے آنکھ ملا کر گفتگو نہیں کر سکتیں۔۔۔

میں اس کی صورت بھی نہیں دیکھنا چھاتی۔ بیگم جعفری نے برا سامنہ بنا کر کہا۔
میں نے اتنی خوبصورت عورت آج تک نہیں دیکھی۔ غزالہ نے کہا۔
کیا خوبصورتہ ہے اس میں۔ جمیل کی بیوی نے برا سامنہ بنا کر کہا کسی لاش کی طرح سفید معلوم ہوتی ہے۔

رہوں۔

اچھا تو پہلے میرے لیے تھوڑا سا زہر لادو پھر کچھ لوگوں کا دل چاہے کرتے پھرنا۔
میں دیکھنے کے لیے نہیں آؤں گی۔ بیگم جعفری نے کہا۔

وہ۔۔۔ امی۔۔۔ زہر تو لاؤں گا میں ان لوگوں کے لیے جن کی وجہ سے آپ پریشان
ہیں بس دیکھتی جانیے تماشا۔ اگر وہ جادو گر نی پانا سر پیٹتی ہوئی یہاں سے نہ بھاگے تو نام بدل
لوں گا اپنا۔ جمیل بھائی کے سارے فلسفے کا کڈھیر ہو جائیں گے۔

تو کیا آنے۔۔۔ والا۔۔۔

وہ صرف میرا ایک دوست ہے۔ ایک بیوقوف سا آدمی۔۔۔

۔۔۔ جس کے چہرے سے حماقت برستی ہے۔۔۔

تمہارا ہی دوست جو ٹھہرا۔۔۔ رضیہ مسکرائی۔ بیگم جعفری کے علاوہ اور سب ہنسنے لگے۔

اچھا۔۔۔ بھابھی۔۔۔ پھر تم اسے دیکھ ہی لینا۔ شکیل نے جھینپ کر کہا اور ڈائینگ روم
سے چلا گیا۔

دوسری صبح وہ سب ناشتے کی میز پر پچھلی رات آئے ہوئے مہمان کا انتظار کر رہے تھے
جمیل اس وقت بھی گیر حاضر تھا۔ شکیل کے متعلق روتھ تھی کہ وہ دوست سمیت آئے گا۔ جب
مہمان آیا تو ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ کیونکہ وہ زعفرانی اور نیلی پتلون میں ملبوس
تھا گلے میں گلابی رنگ کی سادہ ٹائی تھی اور سر پر سبز رنگ کی فلیٹ ہیٹ۔ وہ کسی ٹیکنی کلر فلم کا کوئی

کردار معلوم ہو رہا تھا۔۔۔ اور اس پر سے چہرے کی حماقت آمیز سنجیدگی ستم تھی۔

یہ میری امی ہیں۔ شکیل نت تعارف کرانا شروع کیا۔

یہ بھابھی رضیہ۔ یہ دونوں غزالہ اور روجی میری بہنیں ہیں۔۔۔

آپ سب سے خوش کر۔۔۔ اول کر۔۔۔ بڑی خوشی ہوئی۔۔۔ مہمان احمقانہ انداز
میں سر ہلاتا ہوا بیٹھ گیا۔

اور یہ کون ہیں؟ بیگم جعفری نے پوچھا۔

علی۔۔۔ عمران۔۔۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔۔۔ شکیل ہنس کر بولا۔ آکسفورڈ
میں میرے ساتھ تھے۔۔۔

ان سبھوں کو شاید اس پر یقین نہیں آیا تھا کیونکہ وہ اپنی بے ساختہ قسم کی مسکراہٹیں روکنے
کی کوشش کر رہی تھیں۔۔۔

عمران سر جھکائے بیٹھا رہا۔۔۔ بیگم جعفری شکیل کو گھور رہی تھیں اور شکیل کا یہ عالم تھا کہ ہنستے
ہنستے دہرا ہوا جا رہا تھا۔

کیا بے ہودگی ہے شکیل کیوں پاگلوں کی طرح ہنس رہے ہو؟ بیگم جعفری نے غصیلی آواز
میں کہا۔ اور عمران نے اس طرح چونک کر شکیل کی طرف دیکھا جیسے وہ سچ مچ پاگل ہو گیا ہو۔
ویسے عمران کی حماقت آمیز سنجیدگی میں زہرہ برابر بھی فرق نہیں آیا تھا۔

شکیل نے مضبوطی سے اپنے ہونٹ بند کر لیے لیکن خاموش قہقہے اب بھی جاری تھے۔۔۔

اب آپ کیا کرتے ہیں؟

سیر و تفریح کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہوں۔۔۔ پچھلے سال گنوں کی کاشت کی تھی۔۔۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ گڑ بنانا کوئی ہنسی کھیل نہیں ہے۔۔۔ لہذا ارادہ۔۔۔ وہ کیا کہتے ہیں۔۔۔ کیا کر دیا۔۔۔ میرے ساتھ بڑی مصیبت ہے کہ وقت پر صحیح الفاظ یاد نہیں آتے۔۔۔ بہر حال ارادہ۔۔۔ ارادہ نہیں۔۔۔ یعنی کہ۔۔۔

عمران کا موش ہو گیا اس کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے۔۔۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے لفظ کو یاد کرنے کی کوشش میں اس کا کلیجہ خون ہوا جا رہا ہو۔۔۔ دفعتاً اس نے خوش ہو کر کہا۔ جی اہں یاد آ گیا۔۔۔ کہنے کا مطلب یہ تھا کہ پھر ارادہ ترک کر دینا پڑا۔۔۔۔۔ وہ چاروں اسے حیرت سے گھور رہی تھیں۔

آپ کے والد صاحب کیا کرتے ہیں؟ بیگم جعفری نے اس انداز میں پوچھا جیسے وہ حقیقتاً کا موش ہی رہنا چاہتی ہوں لیکن اخلاقاً انہیں گفتگو جاری رکھنا پڑے گی۔ ارے ان کی کچھ نہ پوچھیئے۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ کبھی صبر کرتے ہیں اور کبھی غصہ۔ ان کا خیال ہے کہ میں

بہت نالایق ہوں۔ لیکن وہ اسے چابت نہیں کر سکتے۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں صبر کرنا پڑتا ہے۔۔۔ لیکن نالایق کہتے وقت وہ غصے ہی میں ہوتے ہیں۔ بیگم جعفری لڑکیوں کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گئیں۔۔۔ عمران ناشتہ ختم کر کے سر

آخر جب اس نے دیکھا کہ وہ قہقہے پھر آواز کے ساتھ ظاہر ہونے لگیں گے تو وہ میز سے اٹھ ہی گیا۔۔۔ انہوں نے اسے پیٹ دباتے ہوئے ڈائینگ روم سے باہر جاتے دیکھا۔ دیکھا تم نے۔۔۔ بیگم جعفری لڑکیوں کی طرف دیکھ کر بولیں۔ میں تنگ آ گئی ہوں ان دونوں لڑکوں سے۔

شاید آپ ان کے کوئی بہت ہی پیٹکلف قسم کے دوست ہیں۔ رضیہ نے عمران کی طرف دیکھا جو اس انداز میں ناشتے میں مصروف تھا جیسے وہاں کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو۔ کچھ بھی ہو۔۔۔ بیگم جعفری بولیں۔ تہذیب ہر وقت اور ہر موقع پر برقرار رہنی چاہیئے۔

عمران سر جھکائے کافی پیتا رہا۔ رضیہ، غزالہ۔۔۔ روجی ایک دوسری کی طرف معنی خیز انداز میں فیکھ رہی تھیں۔ دفعتاً بیگم جعفری نے عمران سے پوچھا۔ آپ دونوں ایک دوسرے کو کب سے جانتے ہیں؟

کون دونوں۔۔۔؟ عمران نے چمچہ ہاتھ سے رکھ کر متحیرانہ لہجے میں پوچھا۔ آپ اور شکیل۔

اوہ۔۔۔ وہ۔۔۔ جیا ہاں غالباً لندن میں پہلی بار جان پہچان ہوئی تھی۔۔۔ میں کیمسٹری میں ریسرچ کر رہا تھا اف فوہ وہ بھی کیا زمانہ تھا۔۔۔۔۔

بالکل نہیں امی۔۔۔ رضیہ نے کہا۔ میں جانتی ہوں کہ آپ میرے لیے ہی پریشان ہیں۔ کہیں تو میں کوئی بہت بڑی قسم کھا کر آپ کو یقین دلاؤں کہ مجھ یاں کی بالکل پرواہ نہیں ہے۔

بیگم جعفری نے سر جھکا لیا لیکن ان کے چہرے پر اب بھی اضطراب تھا۔

آبے کیوں میرا وقت برباد کر رہا ہے۔۔۔ شکیل کے بچے۔۔۔ عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

مگر شکیل بدستور بولتا رہا خدا کی قسم اگر تم نے اسے دیکھ لیا تو کلیجہ تھام کر بیٹھ جاؤ گے۔۔۔ ایسی حسین عورت آج تک میری نظروں سے نہیں گزری۔

اگر نہیں گزری تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔۔۔ عمران زور دینے والی آواز میں بولا۔ تم نہیں جانتے کہ میں فی الحال کن جنجالوں سے پیچھا چھڑا کر تم تک پہنچا ہوں۔۔۔ میرے پاس بہت تھوڑا وقت ہے۔۔۔ شکیل چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔ پہلے وہ یہاں کے ایک ہوٹل میں مقیم تھی اور لوگوں کے ہاتھ دیکھ کر ان کے مستقبل کے بارے میں پیش گوئیاں کرتی تھی۔ تم خود سوچ سکتے ہو کہ وہاں کتنی بھیڑ بھاڑ رہتی ہوگی۔۔۔ بہتر ہے تو محض اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے وہاں جاتے تھے۔۔۔۔

معمالے کو زیادہ طول نہ دو۔۔۔ یہ بتاؤ کہ وہ یہاں تمہاری کوٹھی میں کیسے آئی؟

جمیل بھائی ایک تقریب میں مدعو تھے۔ وہ بھی وہاں آئی تھی۔ جب جمیل بھائی وہاں سے چلنے لگے تو اس نے انہی روک کر کہا کہ وہ اس وقت مشرقی پھاٹک سے عمارت کے اندر داخل نہ ہوں۔

جھکائے بیٹھا رہا۔ بیگم جعفری تھوڑی دیر بعد بولیں۔ اگر آپ اٹھنا چاہتے ہوں تو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

اوہو۔۔۔ جج۔۔۔ جی۔۔۔ ہاں۔۔۔ شکریہ۔۔۔

عمران اٹھتا ہوا بولا اور چپ چاپ کمرے سے نکل گیا۔

غزالہ اور روجی پھوٹ پڑیں۔۔۔ کافی دیر تک ہنستی رہیں۔۔۔ رضیہ بھی ہنس رہی تھی اور بیگم جعفری کے لبوں پر بھی ہلکی سی مسکراہٹ تھی،

امی۔۔۔ مزہ آ گیا۔۔۔ غزالہ اپنی ہنسی روکتی ہوئی بولی۔ یہ کوئی بہت بڑا ڈیوٹ ہے۔۔۔ اور بھیا نے گھر کے قبرستانی ماحول سے گھبرا کر اسے یہاں بلایا ہے۔۔۔ ہم اتنا دل کھول کر کب سے نہیں ہنسنے۔۔۔ آپ خود سوچئے۔

ہنسو۔۔۔ آخر ایک دن۔۔۔ میرے سر ہانے بیٹھ کر رونا۔۔۔ جمیل کی یہ حرکتیں میری جان لے لیں گی۔۔۔ تم دیکھ لینا۔

آپ بھی کیسی باتیں کرتی ہیں امی۔۔۔ رضیہ بول پڑی۔ خاک دالیئے سب پر۔۔۔

آپ سے زیادہ ہمارے لیے اور کوئی نہیں ہے۔ آپ کو انموا فکر کر کے پریشان ہوتی ہیں۔ مجھے تو زہر برابر بھی پرواہ نہیں۔

تم مجھے سہلانے کے لیے کہہ رہی ہو۔ بیگم جعفری نے مغموں آواز میں کہا۔ میں کیسے مان لوں کہ شوہر کی بے راہ روی تمہارے لیے تکلیف دہ نہیں ہے۔۔۔

آہا۔۔ مصیبت کیوں؟ عمران ہونٹ سکڑ کر بولا۔ کلیجہ تھامے بیٹھے رہا کرو۔ تم چلتے پھرتے کیوں ہو؟

شکیل ہنسنے لگا۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ ظاہر ہے کہ یہ واقعہ جمیل بھائی جیسے فلسفی کے ذہن پر بھی بری طرح اثر انداز ہوا۔ تم ان سیاچھی طرح واقف نہیں ہو۔ وہ اپنا زیادہ تر وقت لائبریری میں گزارتے ہیں فلسفے سے زیادہ دلچسپی لے۔۔۔ ظاہر ہے کہ فلسفی حد درجہ خشک طبیعت رکھتے ہیں۔۔۔ مگر اس واقعے نے انہیں اتنا متاثر کیا کہ وہ دوسرے دن اس ہوٹل میں جا پہنچے جہاں وہ عورت مقیم تھی۔۔۔ ایک گھنٹے میں اس سے اور زیادہ متاثر ہو کر واپس آئے۔۔۔ آہستہ آہستہ ان کی عقیدت بڑھتی گئی۔ اور پھر وہ ایک دن اسے یہاں لے آئے۔۔۔ امی سے وہ بہت ڈرتے تھے مگر اب یہ حال ہے جیسے پرواہ ہی نہ ہو۔

مگر اس سلسلے میں عمران الوکا پٹھا کیا کر سکتا ہے؟ عمران جھنجھلا کر بولا۔ تم نے مجھے کیوں بلایا ہے؟

پوری بات بھی تو سنو پیارے۔۔۔ شکیل مسکرا کر بولا۔

دو گھنٹے سے تم پوری بات سنارہے ہو۔۔۔

اچھا اب تم اپنا منہ بند رکھو۔ شکیل ہاتھ اٹھا کر بولا۔

بند ہے۔ عمران ہونٹ بھینچے ہوئے بولا۔

شکیل نے ایک سگریٹ سلگایا اور تین چارکش لے کر بولا۔ بات اگر یہیں تک رہتی تو

کس عمارت میں؟ عمران نے ہو چھا۔

یہیں۔۔۔ اسی عمارت میں۔۔۔ یہاں دو پھاٹک ہیں۔۔۔ ایک شمال کی طرف اور دوسرا مشرق کی طرف۔۔۔ آمدورفت مشرق کی جانب والے پھاٹل سے رہتی ہے۔ بہر حال بھائی جمیل جوزا فلسفی قسم کے آدمی ہیں ہنسنے لگے۔ اس پر اس عورت نے کہا تھا کہ وجادوگر نہیں ہے بلکہ ستاروں کی چال چال سے یہی ظاہر ہے کہ مشرقی پھاٹک نو اور دس کے درمیان مخدوش ہو جائے گا۔ انہوں نے اخلاقا اس سے وعدہ کر لیا۔۔۔ لیکن ان کا ارادہ نہیں تھا کہ وہ اس کے کہے پر عمل کریں گی۔۔۔ مگر پھر گھر کے قریب پہنچ کر بیک بیک انہوں نے ارادہ بدل دیا۔ وہ شمالی پھاٹک کے قریب آئے جو بند تھا۔ ویسے اسے کھلوانے میں بھی کوئی دشواری نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ چوکیدار کا کوارٹر اسی پھاٹک سے ملا ہوا تھا۔۔۔

وہ گاڑی روک کر پھاٹک کھلوانے کے لیے اترے تھے کہ ایسا معلوم ہوا جیسے دور کہیں کوئی دیوار گری ہو۔ پہلے تو انہوں نے اس پر دھیان نہیں دیا۔ پھر اچانک مشرقی پھاٹک کا خیال آیا۔ عورت کا انتباہ یاد آیا۔ وہ بڑی تیزی سے گاڑی میں بیٹھے اور مشرقی پھاٹک کی طرف چل پڑے۔۔۔ اور پھر ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب انہوں نے دیکھا کہ پھاٹک سے گزرنے کے لیے انہیں ٹھیک اسی وقت اس میں داخل ہونا پڑتا جب وہ شمالی پھاٹک پر کار سے نیچے اترے تھے۔۔۔ یعنی پہلی صورت میں وہ پھاٹک ان کی کار ہی پر آ رہتا۔ یہیں سے مصیبت شروع ہوتی ہے۔

؟ او۔۔۔ خدا کے بندے میری بات بھی تو سنو۔۔

نہیں سنتا۔۔۔ عمران حلق پھاڑ کر چیخا۔۔ اتنی دیر سے جھک مار رہے ہو۔ مگر ابھی تک تم نے مجھے کوئی خاص بات نہیں سنائی۔

اب میں بالکل خاص الخاص بات بتانے جا رہا ہوں۔۔۔ بس منہ بند رکھو، شکیل ہاتھ اٹھا کر بولا۔ یہ بتاؤ اگر تم کسی عورت کو راتوں میں اٹھ اٹھ کر عمارت کے مختلف گوشوں میں چوروں کی طرح جاتا دیکھو تو کیا کرو گے۔۔۔

آہم۔۔۔ عمران انگڑائی لیتے لیتے رک گیا۔

شکیل کہتا رہا۔ جاڑوں کی راتیں ہیں۔۔۔ بارہ بجے تک پوری عمارت قبرستان ہو جاتی ہے۔ اور پھر وہ اپنے کمرے سے نکل کر چوروں کی طرح کچھ تلاش کرتی پھرتی ہے۔۔۔ باریک شعاع والی ٹارچ اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔۔۔ کبھی اس کی روشنی دیواروں پر رنگتی نظر آتی ہے اور کبھی فرش پر۔ میں تین راتوں سے اسے دیکھ رہا ہوں لیکن میں نے اب تک کسی سے اسکا تذکرہ نہیں کیا۔۔

یہ تم نے بہت اچھا کیا ہے۔ عمران بڑبڑایا۔ اور کوئی خاص بات؟ وہ کہتی ہے کہ وہ سویٹزر لینڈ سے تنہا آئی ہے اور یہاں کسی بھی غیر ملکی سے اس کی جان بچنا نہیں ہے لیکن میرا خیال ہے کہ وہ غلط کہتی ہے۔۔۔ کس بنا پر خیال ہے؟

کوئی خاص بات نہیں تھی۔۔۔ دنیا کے سارے مرد اپنی بیوی کی موجودگی میں دوسری عورت کے خواب دیکھتے ہیں اور یہ بتانا مشکل ہوتا ہے کہ کب ان کی زندگی میں کوئی دوسری عورت داخل ہو جائے۔۔۔

پھر بات بڑھائی تم نے۔۔۔؟ عمران میز پر گھونسا مار کا دھاڑا۔
ابے کیا میں عورتوں کے داخل خارج کے لیے آیا ہوں۔۔۔ شکیل کے بچے۔۔۔ کام کی بات کرو۔۔۔

معاف کرنا مجھے نہیں معلوم تھا کہ اب بھی تمہیں عورت

کے نام سے بخارا آ جاتا ہے۔۔۔۔

ملیر یا۔۔۔ عمران سعادت مندانہ انداز میں سر ہلایا کر بولا۔

خیر ہاں تو۔۔۔ بات دراصل یہ ہے کہ یہ عورت بڑی پراسرار معلوم ہوتی ہے۔
گدھے ہو تم۔ شیکسپیئر تک کو عورتیں پراسرار معلوم ہوتی تھیں۔۔۔ ہر عاشق کو۔۔۔ اس کی وہ۔۔۔ کیا کہتے ہیں۔۔۔ ممبوسہ۔۔۔ سمبوسہ۔۔۔ نہیں کچھ اور کہتے ہیں۔۔۔ وہ جو عاشق کی۔۔۔ مادہ۔۔۔ ہوتی ہے۔۔۔

محبوبہ۔۔۔ شکیل شرارت آمیز انداز میں مسکرایا۔

محبوبہ۔۔۔ ہاں۔۔۔ تاہر عاشق کو اس کی محبوبہ پراسرار معلوم ہتی ہے۔۔۔ تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ ہر عاشق محکمہ سراغ راسنی کو بور کرتا پھرے۔۔۔

کچھ اس قسم کا ہے کہ وہ ان سے نہیں کہنا چاہتیں۔۔۔ ہو سکتا ہے وہ انہیں سخت بات کہہ دیں۔۔۔
لیکن اگر کبھی انہوں نے کوئی ایسی حرکت کی تو کدا کی قسم جمیل بھائی کی گردن اڑا دوں گا۔
یہ تمہاری سوتیلی ماں ہیں؟ عمران نے کہا۔
میں نہیں سمجھتا۔۔۔ ہم میں سے کوئی نہیں سمجھتا۔۔۔ خود امی بھی نہیں سمجھتیں کہ وہ ہماری
سوتیلی ماں ہیں۔

عمران کچھ سوچ رہا تھا۔ شکیل چپ ہو گیا۔۔۔ پھر عمران کچھ دیر بعد بولا۔ مت نے اس
غیر ملکی کا تعاقب نہیں کیا جسے اس عورت نے اشارہ کیا تھا۔۔۔
یہی غلطی ہو گئی مجھ سے۔ شکیل لمبی سانس لے کر بولا۔
مجھے اس کا تعاقب کرنا چاہیے تھا۔

خیر۔۔۔ عمران نے کہا۔۔۔ میں دیکھوں گا۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ اس عمارت میں کس چیز کی
تلاش ہو سکتی ہے؟

مجھے خود حیرت ہے کیونکہ میں کسی ایسی چیز سے واقف نہیں ہوں جس میں کوئی غیر ملکی
عورت دلچسپی لے اور یہاں تک پہنچنے کے لیے اسے اتنا لمبا ڈرامہ اٹیچ کرنا پڑے۔
ہو سکتا ہے تمہاری امی کسی اسی چیز سے واقف ہوں۔
میں نہیں کہہ سکتا۔۔۔ اور نہ اس تزکرے کو ان کے سامنے چھیڑ سکتا ہوں۔
کیوں؟

پچھلے شام وہ اور جمیل بھائی تفریح کے لیے باہر گئے تھے اور میں ان دونوں کا تعاقب کر
رہا تھا۔ بات یہ ہے کہ جب سے اسکی راتوں کی مصروفیات میرے علم میں آئی ہیں میں تقریباً ہر
وقت اس پر نظر رکھنے کی کوشش کرتا ہوں۔۔۔ بہر حال پچھلی شام مجھے شبہ ہوا ہے کہ وہ ایک غیر
ملکی کو اشارہ کر رہی تھی۔۔۔ یہ میں نہ بتا سکوں گا کہ وہ انگریز تھا، جرمن تھا یا فرانسیسی یا یورپ
کے کسی اور ملک کا باشندہ لیکن مجھے شبہ ہے کہ اس نے اسے اشارہ کیا تھا۔۔۔

کہاں کی بات ہے۔۔۔؟
پچھلے شام وہ لوگ فگارو میں تھے۔ یہاں کی بہترین تفریح گاہ۔
مگر۔۔۔ یہاں کے بہتر بڑے آدمی جمیل سے کار بھی کھانے لگے ہوں گے۔ عمران
بو؛ ا۔

قدرتی بات ہے۔ یہاں کے بہت سے عیاش اور دولت مند لوگوں نے کوشش کی تھی کہ وہ
ہوٹل کی رہائش ترک کر کے ان کے ساتھ قیام کرے۔۔۔ لیکن وہ اس پر تیار نہیں ہوئی تھی۔
بس میدان جمیل بھائی کے ہاتھ میں رہا۔۔۔ وہ ان سے کہہ رہی تھی کہ اسے ہوٹل می سکون نہیں
ملتا۔ جمیل بھائی نے اپنے ساتھ قیام کرنے کی پیشکش کی اور وہ فوراً ہی تیار ہو گئی۔ کیا یہ حیرت
انگیز بات نہیں۔ گویا وہ اسی کی منتظر تھی کہ جمیل بھائی اس کے لیے اسے کہیں۔

عمران کچھ نہ بولا۔ شکیل کہتا رہا۔ اب یہاں اس عمارت میں اس کے متقدین کی بھیڑ
رہتی ہے نو بجے سے بارہ بجے تک۔ امی کو یہ چیز سخت ناگوار گزرتی ہے لیکن بھائی جان کا رویہ

تم۔۔۔ اور۔۔۔ عاشق۔ شکیل بنسے لگا۔

کیوں۔۔۔ کیا ہوا؟۔۔۔ کیا مجھے عاشق ہونا نہیں آتا۔۔۔ پہلے نہ آتا ہوگا۔ مگر اب بڑی صفائی سے عاشق ہو سکتا ہوں۔۔۔ اب تم مجھے دکھاؤ۔۔۔ اس عورت۔۔۔ نہیں۔۔۔ اسٹار بیٹا۔۔۔ اسٹار بیٹا مجھے اچھا نہیں لگتا۔ اس لیے میں اسے صرف ریٹا ہی کہوں گا۔

شکیل گھڑی کی طرف دیکھتا ہوا ہوا بولا۔ پندر منٹ بعد وہ لان میں کل آئے گی پھر تم قریب سے اس کے درشن کر سکو گے۔

پندرہ منٹ بہت ہوتے ہیں عمران سچ مچ عاشقوں کے سے انداز میں ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

عمران نے اسے دیکھا۔۔۔ وہ سچ مچ بہت حسین تھی۔ نکلتا ہوا قد،۔۔۔ مناسب الاعضاء۔۔۔ جسم پر چست لباس۔ شانوں پر ڈھلکتی ہوئی گھونگھریالی زلفیں جن کی رنگت سنہری تھی۔۔۔ خدو خال غیر معمولی جن کے متعلق عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ وہ ناقابل بیان ہیں۔ یعنی الفاظ میں ان کی تصویر پیش کرنا ممکن نہیں۔۔۔ بہتر ہے کہ کہتے ہیں کہ شاید وہ خود بھی کوئی روح ہے۔ خود عمران نے بھی یہی محسوس کیا کہ کچھ دیر دیکھتے رہنے کے باوجود بھی محض یادداشت کے ساہرے اس کی شکل و صورت کے متعلق کچھ نہ بتا سکے گا۔۔۔ کبھی اس کا اوپری ہونٹ ایک خفیف سے خم کے ساتھ اوپر اٹھ جاتا اور کبھی ایسا معلوم ہوتا جیسے وہ ناک کی جڑ سے دہانے تک بالکل ہموار ہو۔۔۔ کبھی آنکھیں خوابناک سی معلوم ہوتیں اور ان سے اداسی جھانکنے لگی۔ اور

ان کی پریشانی بڑھ جائے گی۔۔۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ مزید الجھنوں میں پڑیں۔

ہوں۔۔۔ عمران پھر کچھ سوچنے لگا۔

کچھ دیر بعد اس نے پوچھا۔ وہ عورت کس نام سے پکاری جاتی ہے؟ اسٹار بیٹا۔

نام سے تو سوئیس ہی معلوم ہوتی ہے۔ عمران بڑبڑایا۔۔۔ چند لمحے خاموش رہ کر پھر بولا۔ کیا وہ لوگوں سے لچھریس بھی لیتی ہے؟

ہاں۔۔۔ ہاتھ دیکھنے کے پچیس روپے۔۔۔ روحوں سے ملاقات کرانے کے تین سو روپے۔

کیا۔ عمران آنکھیں پھاڑ کر چیخا۔ وہ روحوں سے ملاقات بھی کراتی ہے۔

ہاں۔ میں نے سنا ہے۔ اس قسم کا کوئی عمل کرتے دیکھا نہیں ہے۔

اور اس کے باوجود تم بھی۔۔۔ اس سے خائف نہیں ہو۔۔۔ راتوں کو چھپ چھپ کر اس کا

تعاقب کیا کرتے ہو۔۔۔ بڑے دلیر ہو تم۔

یار عمران ڈنیر۔ عورت ہی تو ہے۔ اگر ارمی کا خوف نہ ہوتا تو میں خود بھی اس پر عاشق

ہو جاتا۔

خبردار۔ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ اب تم اس پر عاشق نہیں ہو سکتے کیونکہ میں صرف نام ہی

سن کر عاشق ہو گیا ہوں۔۔۔ اسٹار بیٹا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ کتنی مٹھاس ہے۔۔۔

ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی نے کانوں میں شیرے کی بالٹی الٹ دی ہو۔

ارر،۔۔۔ہاں۔۔۔یہی تھا۔ عمران حیرت سے بولا تمہیں کیسے معلوم ہوا؟
 دیکھو۔۔۔ڈیر عمران۔۔۔تم اسے الوبنایا کرو جو تم سے واقف نہ ہو۔
 اچھا تو کوئی ایسا ہی آدمی پکڑ لوؤ۔۔۔میں اس وقت الوبنانے کے لیے بے چین ہوں۔
 جلدی کرو۔۔۔ورنہ میرا نروس بریک ڈاؤن ہو جائے گا۔
 دفعتاً اسٹارٹا اس کی طرف مڑی۔۔۔وہ اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر پام کے گملوں کے
 درمیان کھڑے تھے۔۔۔شکیل کو دیکھ کر وہ بڑے دلا ویز انداز میں مسکرائی۔ وہ کچھ اس انداز
 میں اس کی جانب بڑھنے لگی جیسے وہ اراداً ایسا نہ کر رہی ہو۔ کچھ یونہی چہل قدمی کے طور پر۔
 ارے باپ رے عمران خوفزدہ آواز میں بولا یہ تو اسی رطف آرہی ہے۔
 آنے دو۔ میں نے اکثر محسوس کیا ہے وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہے۔
 عمران نے تاریک شیشوں کی عینک نکال کر لگالی۔
 اسٹارٹا ان کے قریب آ کر رک گئی۔ اس کے ساتھ شکیل کا بڑا بھائی جمیل بھی تھا۔
 ہیلو۔۔۔مسٹر شکیل۔۔۔ریٹا نے اپنی مسکراہٹ میں کچھ اور زیادہ دلکشی پیدا کر کے کہا۔
 آپ سے ملاقات ہی نہیں ہوتی۔۔۔
 یہی شکایت مجھے بھی آپ سے ہے۔ شکیل موم کے ڈھیر کی طرح پگھل گیا۔۔۔
 واہ۔۔۔۔۔وہ ہنسی۔۔۔میں تو یہی سوچتی رہتی ہوں۔
 مگر آپ بہت زیادہ مصروف رہتی ہیں۔ شکیل نے کہا۔

کبھی ایسا معلوم ہوتا جسم کی ساری قوت آنکھوں میں کھینچ آئی ہو۔ نہ جانے کیوں اس بدلتی
 ہوئی کیفیات کا اثر اس کے خدو خال پر بھی پڑتا تھا۔
 وہ لان پر ٹہل رہی تھی۔ اس کے ساتھ جمیل بھی تھا۔ شکیل اور جمیل میں کافی مشابہت تھی
 ۔۔۔ویسے دونوں کا ظاہری حالتوں میں بڑا فرق تھا جمیل کے چہرے پر سنجیدگی تھی، ٹھہراؤ تھا۔ اس
 کے برعکس شکیل کھلنڈرا اور شوخ معلوم ہوتا تھا
 کیا میں جمیل بھائی سے تمہارا تعارف کواؤں؟ شکیل نے عمران سے پوچھا۔
 ہرگز نہیں۔ عمران دانت جما کر بولا۔ میں رقیبوں سے
 سے متعارف ہونا پسند نہیں کرتا۔
 کیا مطلب؟
 میں ابھی اور اسی عورت ان حجرت کو رقیب ڈکلیئر کرتا ہوں کیونکہ میں پہلی ہی نظر میں اس
 دہمالہ عالم پر عاشق ہو گیا ہوں۔
 دہمالہ عاشق۔۔۔۔۔یہ کیا بلا ہے۔ شکیل پر ہنسی کا دورہ پڑ گیا تھا۔
 جاہل۔۔۔ہو تم۔۔۔تم کیا جانو۔۔۔میں نے اردو کے ایک عشقیہ ناول میں پڑھا تھا۔۔۔
 عاشق اپنی منونہ۔۔۔ارر۔۔۔پھر بھول گیا۔ کیا کہتے ہیں۔۔۔محبوبہ۔۔۔محبوبہ۔۔۔کو ستم گر، جفا
 پیشہ۔۔۔اور دہمالہ عالم کہتا ہے۔
 اے۔۔۔قتالہ عالم ہوگا۔۔۔عاشق کے بچے۔

حالت ہوتی ہے۔۔۔۔ میں بہت دیر سے وہ شعر یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔۔
 دیوانہ بنانا ہے تو پروانہ بنا دے۔۔۔۔ لیکن پورا شعر یاد نہیں آ رہا۔۔۔۔ تم بتاؤ میں کیا کروں۔ پچھلے سال ایسے ہی ایک موقع پر مجھے ڈبل نمونیہ ہو گیا تھا۔۔۔۔
 کیا بک رہے ہو۔۔۔۔ تشکیل بے ساختہ ہنس پڑا۔۔۔۔
 ارے لعنت ہے تمہاری دوستی پر۔۔۔۔ میں رو رہا ہوں اور تم ہنس رہے ہو۔۔۔۔ خدا سمجھے تم سے۔۔۔۔

کیا اس عورت نے تمہیں رونے پر مجبور کیا ہے
 نہیں وہ بے چاری کیوں۔ ویسے وہ مجھے سو فیصد معلوم ہوتی ہے۔۔۔۔ یہ تمہارے بھائی جمیل تھے۔ عمران رومال سے اپنے آنسو خشک کرتے ہوئے بولا۔
 تم رو کیوں رہے تھے

میں اس لئے رو رہا تھا کہ یہ مقدر ہی کی خرابی ہے۔۔۔۔ مجھے ایسے رقیب کو قتل کرنا پڑے گا جو میرے بھائی کا دوست۔۔۔۔ ارے۔۔۔۔ دوست کا بھائی ہے۔۔۔۔
 کیوں بک رہے ہو۔۔۔۔ تشکیل برا سا منہ بنا کر بولا۔
 میں بک رہا ہوں۔۔۔۔ عمران دانت پیس کر بولا۔۔۔۔

کیا حق ہے تمہارے بھائی کو۔۔۔۔ میں نے اس عورت کو اج سے اٹھارہ سال پہلے خواب میں دیکھا تھا۔۔۔۔ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ بس تم جلدی سے جوان ہو جاؤ۔۔۔۔

پھر بھی مجھے توقع ہے کہ آپ سے ملاقات ہوتی رہے گی۔
 یقیناً۔ تشکیل مسکرایا۔

جمیل اس دوران عمران کو گھورتا رہا تھا جو کسی فوجی کی طرح اٹینشن کی پوزیشن میں کھڑا تھا۔ لیکن جمیل نے تشکیل سے اس کے متعلق کچھ نہیں پوچھا۔۔۔۔ وہ دونوں پھر ٹہلتے ہوئے دوسری طرف نکل گئے۔۔۔۔ عمران بدستور اسی طرح کھڑا رہا۔۔۔۔ جب اسٹارٹ کیا اور جمیل دوسری طرف کی گنجوں میں نظروں سے اوجھل ہو گئے تو تشکیل عمران کو جھنجھوڑتا ہوا بولا۔ تمہیں تو سانپ ہی سونگھ گیا تھا۔۔۔۔

عمران کسی اکڑی ہوئی لاش کی طرح کھڑا رہا۔
 ارے۔۔۔۔ اچانک تشکیل بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا۔

عمران کی سیاہ عینک کے شیشوں کے نیچے موٹے موٹے آنسو ڈھلک رہے تھے۔ پھر اس نے اس کی عینک اتار لی۔۔۔۔ عمران کی آنکھیں کچھ ویران سی لگ رہی تھیں اور آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔۔۔ تشکیل نے ایک قہقہے کے لئے اسٹارٹ لیا۔۔۔۔ لیکن پھر اس طرح خاموش ہو گیا جیسے وہ غلطی پر رہا ہو کیونکہ عمران کی سنجیدگی اور آنسوؤں کی روانی میں کوئی فرق واقع نہیں ہوا تھا۔

عمران کیا ہو گیا ہے تمہیں تشکیل اسے دوبارہ جھنجھوڑتا ہوا بولا۔
 کچھ نہیں۔۔۔۔ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ جب مجھے کوئی شعر یاد نہیں آتا تو یہی

میری آنکھوں میں دھول جھونک جائے۔

کیوں۔ کیا ہوا۔۔۔ جناب۔۔۔

ٹی۔ تھری بی۔

میں نہیں سمجھے جناب۔

میں تمہیں ڈسچارج کر دوں گا۔ عمران نے غصیلی آواز میں کہا۔

تم ٹی۔ تھری بی سے واقف نہیں ہو۔۔۔ میں فرانس بوہیمیا اور جرمنی کی بات کر رہا ہوں۔

اوہ۔۔۔ جناب۔۔۔ میں سمجھ گئی۔۔۔ وہ یہاں۔۔۔

ہاں۔ یہاں۔۔۔ شاداب نگر میں۔۔۔ لیکن تمہیں شرم سے ڈوب مرنا چاہیے کہ موجودگی میں بھی سب سے پہلے عمران کو اس کا علم ہوا۔۔۔ اور آج وہ دونوں ایک ہی عمارت میں مقیم ہیں۔

ٹھیک ہے جناب۔ جولیا کی آواز آئی۔ کیا آپ نہیں جانتے عمران سر سلطان کا خاص آدمی ہے۔۔۔ اور سر سلطان محکمہ خارجہ کے سیکرٹری ہیں اور وہ اکثر اسے ہم لوگوں پر بھی فوقیت دیتے ہیں۔

سر سلطان کی کیا حقیقت ہے میرے سامنے۔ عمران بحیثیت ایکس ٹو غرایا۔ جب تک میں چاہوں وہ اس عہدے پر رہ سکتے ہیں۔ اچھا اب غیر ضروری باتیں بند۔ تم دونوں جتنی

ہاں۔۔۔ پھر جب میں جوان ہو گیا تو۔۔۔ اس نے ایک رات پھر خواب میں کہا کہ اب تم۔۔۔ جلدی سے بوڑھے ہو جاؤ ہم دوسری دنیا میں ملیں گے۔۔۔ فراڈ سالی کہیں کی۔۔۔ اور۔۔۔ ہپ۔۔۔ لاحول۔۔۔ شاید محبوبہ کو سالی والی نہیں کہا جاتا۔ اچھا اب تم مجھے اجازت دو میں ذرا رسول لائین تک جاؤں گا۔

کیا۔۔۔ وہ۔۔۔ ٹھرو۔۔۔ اب اس کے عقیدت مندوں کی بھیڑ بھاڑ بھی دیکھتے جاؤ۔ نہیں۔۔۔ کیا تم مجھ سے ہزاروں قتل کروانا چاہتے ہو۔۔۔ کیا تم کسی وقت بھی سنجیدہ نہیں ہو سکتے۔

یہ سوال تم اس وقت کرنا جب میں کفن میں نظر آؤں۔

اچھا ٹاٹا میں ایک گھنٹے میں واپس آ جاؤں گا۔

عمران تیر کی طرح پھاٹک سے نکلا کچھ دور پیدل چلتا رہا پھر ایک جگہ ٹیکسی مل گئی اور وہ شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ ٹیلیگراف آفس کے سامنے اس نے ٹیکسی رکوائی۔۔۔ اور سیدھا اس کاؤنٹر کی طرف چلا گیا جہاں پرفون سے ٹرنک کال کی جاسکتی تھی۔۔۔ پانچ منٹ بعد وہ طویل فاصلے سے اپنی ماتحت جولیانافٹز واٹر سے رابطہ قائم کر رہا تھا۔

جولیانافٹز واٹر۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔

ایکس ٹو۔ شاداب نگر سے۔۔۔ تم اور کیپٹن جعفری پہلے ملنے والے جہاز سے شاداب نگر پہنچو۔۔۔ تم سب ایک طرح سے نالایق ہو۔ اگر میں عمران پر نظر نہ رکھوں تو۔۔۔ وہ

جی۔۔۔۔ بات یہ ہے کہ۔۔۔۔ وہ احمقانہ انداز میں بولا۔ میں بچپن میں اس طرح
ٹڈے پکڑتا تھا۔ اپنا بچپن مجھے یاد آیا کرتا ہے۔۔۔۔ مجھے اس کی باتیں یاد ہیں جب میں
ایک سال کا تھا۔

خوب۔۔۔۔ بیگم جعفری سنجیدگی سے بولیں۔

جی ہاں لوگوں کو یقین نہیں تھا۔ مگر میں جب اس زمانے کی باتیں کرنے لگتا ہوں تو میری
ممی حیرت زدہ ہو جاتیں ہیں۔۔۔۔ کہتی ہیں۔۔۔۔ ارے۔۔۔۔ تو اس وقت صرف
چھ ماہ کا تھا۔

کمال ہے۔۔۔۔ غزالہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولی۔۔۔۔ لیکن عمران صرف
بیگم جعفری سے ہی مخاطب رہا۔۔۔۔ وہ کہہ رہا تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔۔۔۔ جب
دو برس کا تھا تو اس عمارت میں آیا تھا۔ یہ غالباً 1930 کا واقعہ ہے یہاں صرف ایک بوڑھی
عورت رہتی تھی۔

30 کی بات کر رہے ہیں آپ بیگم جعفری نے پوچھا۔

جی ہاں۔

تب پھر یہاں آپ کی حیرت انگیز یادداشت آپ کو دھوکا دے رہی ہے۔ انھوں نے
مسکرا کر کہا۔
یہ ناممکن ہے۔

جلدی ہو سکے یہاں پہنچو۔ پرنس میں تمہارہ قیام ہوگا۔ میں خود ہی تم سے رابطہ قائم کروں گا۔
شاید میں آپ کو دیکھ بھی سکوں۔
تمہاری یہ خواہش کبھی پوری نہ ہو سکے گی حالانکہ تم نے مجھے ہزاروں بار دیکھا ہے۔ عمران
نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

شام کی چائے عمران کو پھر خاندان والوں ہی کے ساتھ پینی پڑی۔ لیکن جمیل اس وقت
بھی ان لوگوں میں موجود نہیں تھا۔ شکیل نے عمران کو چھیڑنا چاہا لیکن پھر خاموش رہ گیا۔ کیونکہ
بیگم جعفری اس وقت بہت زیادہ اداس نظر آ رہی تھیں۔ عمران سر جھکائے بیٹھا تھا اور اس کی
چائے ٹھنڈی ہو رہی تھی۔۔۔۔ دفعتاً اس نے خاموشی سے نیا شغل شروع کر دیا۔۔۔۔ میز پر
کہیں کہیں چند کھیاں بیٹھی ہوئیں تھیں۔۔۔۔ عمران انھیں پکڑنے کے لئے آہستہ آہستہ چٹکی
بڑھاتا اور وہ اڑ جاتیں۔۔۔۔ بالکل ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ وہاں خود کو بالکل تنہا محسوس کر
رہا ہو۔ شکیل کے علاوہ اور سبھی اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ شکیل کے ہونٹوں پر شرارت
آ میز مسکرا ہٹ تھی۔۔۔۔

بہت مشکل کام ہے جناب۔ دفعتاً رضیہ بولی اور عمران کا ہاتھ جہاں تھا وہیں رک گیا۔ پھر
بیگم جعفری کے سوا باقی سب ہنس پڑے۔ عمران بھی ہنس رہا تھا لیکن اس کی ہنسی میں شرمندگی
بھی شامل تھی۔ گویا وہ جھینپی ہوئی ہنسی کی ایک شاندار ایکٹنگ تھی۔

ہیں اور پولیس باہر دستک دے رہے ہیں۔ بعض اوقات ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے پولیس ہم پر شبہ کر رہی ہے۔

وہ جاسوس تھا عمران جیری سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

لیکن بیگم جعفری اس جملے کا جواب دیئے بغیر بولتی رہیں

پولیس والے جب بھی آتے پوری کوٹھی الٹ پلٹ کر رکھ دیتے کچھ نہیں تو کم از کم ڈیرہ دوسو بار تلاشی لی گئی تھی۔ پھر جب تمہارے پاپا نے وائسرائے سے شکایت کی تھی تب کہیں جا کر یہ سلسلہ ختم ہوا تھا۔

لفظ وائسرائے مجھے ایسا لگتا ہے جیسے کوئی مینڈک پاجامہ پہنے پھدک رہا ہو۔ عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا اور سب لوگ ہنس پڑے۔۔۔ عمران کے چہرے پر پھیلی حماقت میں کچھ اور اضافہ ہو گیا تھا۔

کیا آپ نے سچ مچ انگلینڈ میں تعلیم حاصل کی تھی۔ بیگم جعفری نے پوچھا۔

نہیں بلکہ وہاں تعلیم مجھے حاصل کر گئی تھی۔۔۔ خدا نہ لے جائے کسی شریف آدمی کو انگلینڈ۔۔۔ یہ تشکیل صاحب جانتے ہیں کہ وہاں پکڑے اور بارہ مسالے والی چارٹ کھانے لے لئے بیتاب رہا کرتا تھا۔ وہاں جلیبیاں بھی نہیں ملتی تھیں۔ خدا غارت کرے ان انگریزوں کو۔۔۔ مگر اب سنا ہے کہ آج کل وہاں کا بھی مل جاتا ہے۔

ہاں۔۔۔ مجھے یاد آیا۔ تشکیل اپنی ہنسی ضبط کرتا ہوا بولا۔

یقین کیجئے۔۔۔ ہم نے یہ عمارت 1930 میں ایک بوڑھے انگریز سے خریدی تھی۔ وہ یہاں تنہا رہتا تھا۔۔۔ اس کے ساتھ کوئی بوڑھی عورت نہیں تھی۔

میں کیسے یقین کر لوں۔۔۔ عمران بڑبڑایا میری یادداشت۔

آپ اپنے بیان کے مطابق صرف دو برس کے تھے۔ بیگم جعفری مسکرائیں جی ہاں۔۔۔۔

تب آپ کی یادداشت پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا میں اس وقت جوان تھی۔

مجھے افسوس ہے میری یادداشت۔۔۔ عمران مغموم آواز میں بڑبڑا کر رہ گیا۔

چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ اچھا اس بوڑھے انگریز کا نام کیا تھا مسٹر گورڈن۔۔

اف۔۔۔ فوجھے مسٹر گورڈن یاد آ رہی ہے۔۔۔۔۔

یہاں کوئی مسٹر گورڈن نہیں تھی۔

بیگم جعفری اسے بولنے کا موقع دیئے بغیر لڑکیوں کی طرف دیکھ کر بولیں۔ اس وقت ہم اس کوٹھی کو خرید کر بڑی مصیبت میں پڑ گئے تھے۔ تم لوگوں کو کیا یاد ہوگا۔ تم سب چھوٹے چھوٹے تھے۔۔۔ جس دن ہم نے کوئی خریدی اس دن پولیس نے یہاں چھاپہ مارا تھا۔۔۔ مگر گورڈن تو جا چکا تھا۔۔۔ بعد کو ہمیں معلوم ہوا کہ وہ انگریز نہیں تھا بلکہ کسی دوسری سلطنت کا جاسوس تھا۔ مہینوں پولیس ہم سے پوچھ گچھ کرتی رہی۔ عجیب مصیبت تھی۔ رات کو سونے لیٹے

اس وقت رات کے کھانے پر سب ان کی عدم موجودگی میں سبھی دل کھول کر ہنس رہے تھے حتیٰ کہ جمیل کی بیوی رضیہ بھی اپنی اپنی ازدواجی زندگی کے پیچیدہ مسائل کو فراموش کر کے بے تحاشا قہقہے لگا رہی تھی۔ ٹھیک اسی وقت جمیل کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ وہ تنہا تھا۔ اسے دیکھ کر سب خاموش ہو گئے۔

امی کہاں ہیں اس نے اہستہ سے پوچھا۔
اپنے کمرے میں۔ غزالہ بولی۔ ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔
اوہ۔ اچھا مگر وہ مجھ سے خفا ہوں۔۔۔۔۔ بہر حال اس وقت میں تم سب لوگوں کے
پاس ایک درخواست لے کر آیا ہوں۔
کوئی کچھ نہ بولا۔ ان کی نگاہیں جمیل کے چہرے پر تھیں۔
آپ تشریف رکھئے نا۔۔۔۔۔ عمران اپنی کرسی چھوڑ کر اٹھتا ہوا ولا کہ وہ کھانا کھا چکے تھے
اور اب انہیں کافی کا انتظار تھا۔
آپ تشریف رکھئے۔۔۔۔۔ معاف کیجئے گا آپ میرے لئے اجنبی ہیں۔ شکیل میاں نے
بھی آپ کا تعارف نہیں کرایا۔
ارے۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ میرا تعارف۔۔۔۔۔ عمران۔۔۔۔۔ یعنی کہ میرا نام

ایک بار تم نیوہاں بڑے ہوٹل میں بینگن کا بھرتا بے چارے ویڈیو بینگن کا تلفظ صحیح کرنے کی کوشش میں بے ہوش ہو گیا تھا۔

بیگم جعفری لڑکیوں کی طرف دیکھتی رہیں۔۔۔۔۔ شکیل کے علاوہ اور سبھی عمران کے متعلق الجھن میں تھے۔ یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ عمران آدمیوں کے کس ٹیوٹ سے تعلق رکھتا ہے۔

عمران اب پھر چپ سادھ لی تھی

رات کے تھانے کی میز پر بیگم جعفری نہیں تھیں۔ ان کی طبیعت کچھ خراب ہو گئی تھی۔ لہذا دوسرے حاضرین کی بن آئی تھیلڈ کیاں عمران کو بات بات پر چھیڑ رہی تھیں۔ ہمیں حیرت ہے کہ لندن والوں نے آپ کو واپس کیوں آنے دیا غزالہ بولی۔ مجھے خود بھی حیرت ہے۔ عمران نے بی معصومیت سے کہا۔ وہاں اس زمانے میں کسی چڑیا گھر میں کوئی کٹہرا خالی نہیں تھا۔ شکیل سنجیدگی سے بولا۔ عمران خاموش ہی رہا۔۔۔ وہ آسانی سے شکیل کی گردن پکڑ سکتا تھا لیکن ناجانے کیوں وہ ان سب کے قہقہوں کا نشانہ بنتا رہا۔۔۔ غالباً لوگوں کا کیاں تھا کہ وہ شکیل کا کوئی احمق دوست ہے جسے وقت گزاری کے لئے شکیل نے مہمان بنا لیا ہے۔ ان دنوں گھر کی فضا کچھ ماتمی سی رہی تھی۔ عمران کے آنے سے قبل یہاں کوئی دل کھول کر کوئی ہنستا ہوا دکھائی نہیں دیتا

فرمانچہمیل راہداری میں رک گیا۔۔۔۔۔

آپ کو دیکھ کر ناجانے کیوں۔۔۔۔۔ میرا دل آپ کی طرف کھینچتا ہے۔۔۔۔۔ آپ نے
برا تو نہیں مانا۔۔۔۔۔ اف ہو۔۔۔۔۔ دیکھئے میں کتنا بے وقوف آدمی ہوں۔۔۔۔۔ اگر

آپ کو میری حرکت پر غصہ آئے تو مجھے معاف کر دیجئے گا

میں نہیں سمجھا۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔

مجھے زیادہ پڑھنے لکھنے والوں سے بڑی محبت ہے۔ شکیل نے بتایا تھا کہ آپ بہت پڑھتے
ہیں۔

نہیں کچھ اتنا زیادہ نہیں جمیل ہنسنے لگا۔ پڑھنے لے لئے ایک عمر جادواں بھی ملے تو کم
ہے۔

سبحان اللہ۔ کتنا عظیم۔۔۔۔۔ اور فلسفانہ خیال ہے۔

آپ کو فلسفے سے دلچسپی ہے۔

بہت زیادہ۔۔۔۔۔

تب تو ہیرت ہے کہ آپ کی دوستی شکیل سے کیونکر ہوئی۔

میرے مقدر کی خرابی جناب۔ وہ مجھے بالکل الو سمجھتا ہے۔

اوہو۔ آئیے تو ہم۔۔۔۔۔ یہاں کھڑے کیوں ہیں۔ میں آپ کو اپنا ورک دکھاؤں گا۔

میری خوش نصیبی ہے۔ چلیئے۔ عمران بڑا اتنا ہوا اس کے ساتھ چلنے لگا۔ میری سب سے

عمران ہے۔

بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔۔۔۔۔ تشریف رکھئے۔ آپ یقیناً شکیل کے قریبی
دوستوں میں سے ایک ہیں۔

جی ہاں۔۔۔۔۔ مجھے اس کا۔۔۔۔۔ خفر حاصل ہے۔۔۔۔۔ عمران بیٹھتا ہوا بولا۔

فخر جناب۔۔۔۔۔ رضیہ نے ٹوکا۔

ارے۔۔۔۔۔ تو میں نے کیا کہا تھا۔۔۔۔۔ عمران نے بوکھلا کر کہا۔

آپ ڈیوٹ ہیں خاموش رہیں شکیل بولا۔ چند لمحے شکیل کو گھورتا رہا پھر اس سے
پوچھا آپ کیا کہنا چاہتے ہیں

آخر تم لوگ اسٹارٹ سے نفرت کیوں کرتے ہو اسے سمجھنے کی کوشش کرو۔ آج تک میری
نظروں سے اتنی ذہین عورت نہیں گزری۔

کیا اس سے پہلے بھی کچھ عورتیں آپ کی نظروں سے گزر چکی ہیں رضیہ نے طنز آمیز لہجے

میں پوچھا

اوہ۔۔۔۔۔ ایک بیک جمیل اس طرح سمٹ گیا جیسے رضیہ نے اسے تھپڑ مارا ہو۔ اس کے

چہرے پر اضمحلال طاری ہو گیا۔ وہ چند لمحے سر جھکائے خاموش بیٹھا رہا۔ پھر ہونٹوں ہی

ہونٹوں میں کچھ بڑبڑاتا ہوا اٹھ گیا۔۔۔۔۔ لیکن ابھی دروازے میں سے باہر نہیں نکلا تھا کہ

عمران اس کی طرف جھپٹا۔۔۔۔۔ پھر وہ دونوں ساتھ ہی ساتھ باہر نکلے۔

مہمان ہوئی ہے۔ لیکن گھر والوں کو یہ پسند نہیں ہے
ارے یہ وہی عورت تو نہیں جس کے متعلق شکیل نے مجھے بتایا تھا کہ وہ ہاتھ دیکھ کر مستقبل
کے بارے میں پیش گوئی کرتی ہے اور چراغ کی لو پر روحوں سے ملاقات کراتی ہے۔ میں تو اس
کی علم اور دوستی کا قدردان ہوں۔۔۔۔۔

پھر میں شکیل کو کیا سمجھاؤں۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔
جمیل نے کوئی جواب نہ دیا۔ ایک کمرے کے دروازے سے پردہ ہٹاتے ہوئے اس
نے عمران کو اندر چلنے کا اشارہ کیا۔

یہ کمرہ کافی کشادہ تھا۔ مگر عمران کی سمجھ میں نہ آ سکا کہ وہ لائبریری تھی یا خواب گاہ۔ یہاں
ایک طرف ایک پلنگ بھی تھا جس پر بستر موجود تھا اور چاروں طرف دیوار سے بڑی بڑی
الماریاں لگی کھڑی تھیں۔ ان الماریوں میں کتابیں تھیں۔ ایک طرف ایک بڑی میز پر
اخبارات اور رسائل کے ڈھیر تھے۔

تشریف رکھئے۔ جمیل نے پلنگ کے قریب پری ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔
عمران بیٹھ گیا۔ پھر جمیل نے خود ہی گفتگو کا سلسلہ شروع کیا
میرے خاندان کی عورتیں اسٹاریٹا سے نفرت کرتی ہیں اور اسٹاریٹا چاہتی ہے کہ وہ اس
ملک کی عورتوں سے یہاں کے رسموں رواج کے متعلق معلومات حاصل کرے
قدرتی بات ہے۔

بڑی خواہش یہی ہے۔ کاش اپنے یہاں بھی کوئی اور بچل تھنکر پیدا ہو سکے۔
ہر ذی ہوش آدمی کی یہی خواہش ہونی چاہیے۔ جمیل نے کہا۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ ہم
من حیث القوم احساس کمتری کا شکار ہیں۔

جی ہاں۔۔۔۔۔ اور کیا۔۔۔
آپ شکیل کے پیٹکلف دوستوں میں سے ہیں
جی ہاں۔ شکیل مجھ سے بہت زیادہ بے تکلف ہیں۔
کیا آپ میرے لئے اسے کچھ سمجھا سکیں گے
کیوں نہیں۔۔۔۔۔ ضرور۔۔۔۔۔ ضرور
ٹھہر ٹیچم اطمینان سے بیٹھ کر باتیں کریں گے۔ میرا خیال ہے آج صبح آپ بھی لان پر
تھے۔ جب شکیل نے اسٹاریٹا سے گفتگو کی تھی۔

اسٹاریٹا عمران اس انداز میں دہرایا جیسے اسے اس لفظ کا مطلب سمجھ میں نہ آیا ہو۔
جی ہاں۔۔۔۔۔ وہ جو میرے ساتھ تھی۔

اوہو۔۔۔۔۔ وہ انگریز عورت
انگریز نہیں سوئیس ہے۔

اچھا۔۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔۔ جی ہاں۔۔۔۔۔ میں نے اسے دیکھا تھا۔
وہ بہت ذہین عورت ہے۔ چند دنوں کے لئے

-

میں نے آپ کو سمجھنے میں غلطی کی تھی۔۔۔۔۔ جمیل نے مایوسی سے کہا۔۔۔۔۔ اگر آپ جانا چاہیں تو جاسکتے ہیں۔

میں نہیں سمجھتا کہ آپ نے مجھے سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ عمران نے خوش اخلاقی سے کہا۔ اسٹاریٹا سے میرا تعارف کروا دیجئے۔

آپ ہوش میں ہیں یا نہیں جمیل غصیلی آواز میں بولا۔

میں بالکل ہوش میں ہوں۔۔۔۔۔ ابھی میرا عشق تیسری اسٹیج پر نہیں پہنچا۔

آپ تشریف لے جائیے یہاں سیاگر آپ تشکیل کے مہمان نہ ہوتے تو۔۔۔۔۔ ٹھیک اسی وقت دروازے پر کسی نے دستک دی۔

آ جاؤ۔۔۔ جمیل عمران کو خونخوار نظروں سے گھورتا ہوا بولا۔ ایک نوکر کمرے میں داخل ہو کر بولا۔

میم صاحب آپ کو یاد کر رہی ہیں۔

اچھا جمیل اٹھتا ہوا بولا اسی کے ساتھ عمران بھی اٹھا وہ راہداری ہی میں تھے کہ انھیں ایک چیخ سنائی دی۔۔۔۔۔ اور جمیل بے تحاشا آواز کی طرف دوڑنے لگا۔ پھر عمران نے اسے ایک کمرے میں داخل ہوتے دیکھا اور اسی کمرے سے پھر کسی عورت کت چیخنے کی آواز آئی۔ عمران بھی جھپٹ کر جمیل کے پیچھے ہی کمرے میں داخل ہوا۔

لیکن میرے گھر کی عورتیں اس کی صورت تک دیکھنے کی روادار نہیں ہیں۔۔۔۔۔ آپ خود سوچئے۔۔۔۔۔ وہ مجھ سے کہتی ہے کہ تمہارے گھر والے تمہاری طرح کوش اخلاق کیوں نہیں ہیں۔۔۔۔۔

ضرور کہتی ہوگی۔ لیکن آپ کی بیگم میرا خیال ہے کہ وہ اسے قطعی پسند نہیں کرتیں۔

آپ نے سنا تھا۔۔۔ رضیہ کا جملہ۔ جمیل مایوسانہ انداز میں بولا۔ وہ سمجھتی ہے شاید میں اسٹاریٹا سے خصوصی تعلقات رکھتا ہوں۔

نہیں رکھتے آپ عمران نے حیرت سے پوچھا۔

ہرگز نہیں۔۔۔۔۔

لاحول ولا قوہ۔ عمران برا سامنہ بنا کر بولا۔

کیوں جناب۔۔۔۔۔۔۔

ارے تو پھر کیا زہانت چاٹنے کی چیز ہے۔

معاف کیجئے گا آپ عجیب آدمی ہیں۔

عجیب ترین کہنیے۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ عورتوں کے ساتھ بیکار وقت ضائع کرنے کا کیا فائدہ۔۔۔۔۔ اب یہی ہے۔۔۔۔۔ کیا نام اسٹار کٹیار۔۔۔۔۔ نہیں بہر حال جو کچھ بھی نام ہو اسٹاریٹا۔ جمیل بڑبڑایا۔

جی ہاں۔ جب سے میں نے اسے دیکھا ہے پتہ نہیں کیوں کیا ہو رہا ہے سینے میں۔۔۔۔۔

میں ٹی تھری بی کو ایک نظر دیکھنا چاہتی ہوں جناب۔ کیا وہ بہت بوڑھی ہیں۔
 نہیں تمہاری ہی جیسی عمر ہوگی۔۔۔ عمران نے جواب دیا
 میں یقین نہیں کر سکتی جناب۔

خود جا کر دیکھ لو۔ عمران بولا۔ ان لوگوں کی بھیڑ میں مل کر چلی جاؤ جو اس سے اپنے
 مستقبل کے متعلق کچھ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔

بہت بہتر میں اسے قریب سے دیکھوں گی۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ مجھے آپ کے بیان
 پر یقین نہیں آیا۔ بات دراصل یہ ہے کہ یورپ میں ٹی تھری بی کا نام بہت عرصے سے سنا جاتا
 ہے۔ اس حساب سے اسے کم از کم ڈیڑھ سو سال کی ہونا چاہیے۔

کیا تمہیں معلوم نہیں اس گروہ پر حکومت کرنے والی ٹی تھری بی کہلاتی ہے۔ خواہ اس کا
 پیدائشی نام کچھ ہو۔۔۔۔۔

دوسری جنگ عظیم کے زمانے میں یہ گروہ ٹوٹ گیا تھا۔۔۔۔۔ اور اس زمانے کی ٹی
 تھری بی اپنے ایک دلیر ترین ماتحت الفا کے ساتھ جرمنی سے فرانس بھاگ گئی تھی۔ پھر اس نے
 وہاں ایک جرمن جاسوسہ کے فرائض انجام دیئے۔ دوسری جنگ عظیم میں فرانس کی تباہی کی
 ذمہ دار زیادہ تر یہی عورت رہی تھی۔ ایک بار اچانک اس کی موت کی خبر بھی مشہور ہو گئی
 تھی۔ لیکن اس کی صداقت میں سارے ممالک کو شبہ ہے کیونکہ آج تک اس کی موت کا کوئی
 ٹھوس ثبوت نہیں مل سکا۔

عمران نے فون پر نمبر ڈائل کئے اور دوسری طرف سے اس کی ماتحت جولیا نافٹ واٹر کی
 آواز آئی۔

ایکس ٹو سپیکنگ۔ عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔
 لیس سر۔

میں صبح سے کئی بار رنگ کر چکا ہوں۔
 جی ہاں۔ میں جعفری منزل کے متعلق معلومات فراہم کر رہی تھی۔
 کیا معلوم کیا

1930 میں خان بہادر عقیل جعفری نے یہ عمارت ایک غیر ملکی سے خریدی تھی جو خود کو
 انگریز ظاہر کرتا تھا اور شاداب نگر والے اسے ایک ماہر انجینئر کی حیثیت سے جانتے تھے۔۔۔
 لیکن حقیقتاً وہ ایک جرمن جاسوس تھا۔ جو پہلی جنگ عظیم کے زمانے ہی سے یہاں مقیم تھا۔۔
 یہ راز اس وقت کھلا جب وہ اس عمارت کو فروخت کر کے غائب ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ میری معلومات اس سے مختلف نہیں ہیں۔ عمران بولا۔ لیکن پولیس
 اس عمارت کی تلاشی کیوں لیتی رہی تھی
 مجھے ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔
 معلوم کرو۔ یہ بہت ضروری ہے۔

اوہ۔۔۔۔۔ عمران۔ وہ اسے جھنجھوڑتا ہوا بولا۔ جمیل بھائی خطرے میں ہیں چلو۔۔۔۔۔

وہ اپنی خوابگاہ کا دروازہ اندر سے پیٹ پیٹ کر چیخ رہے ہیں اور میں نے روشندان سے دھواں نکلتے دیکھا ہے۔

راہداری کے موڑ پر عمران کو بھی جمیل کی چٹخیں سنائی دیں۔۔۔ خوابگاہ کا دروازہ بند تھا۔ اور اسے اندر سے پیٹا جا رہا تھا۔۔۔ اور روشندان سے دھواں نکل کر فضا میں چکرارہا تھا۔

پتا نہیں کیا معاملہ ہے۔۔۔۔۔ خدا کے لئے جلدی کرو۔ شکیل کا دم پھولا ہوا تھا۔

نہیں کھلتا۔۔۔ جمیل گھٹی گھٹی سی آواز میں بولا۔

اچھا پیچھے ہٹ جاؤ۔۔۔۔۔ دروازے سے الگ ہٹو۔

عمران نے پانچ قدم پیچھے ہٹ کر بائیں شانے سے دروازے پر ٹکریں مارنی شروع کر

سب سے بڑی پہچان یہی ہے کہ اس کی کوئی پہچان نہیں ہے۔ اگر تم اس کا خلیہ لکھنے بیٹھو تو تمہیں دانتوں پسینہ آجائے۔۔۔۔۔ تم اس کا خلیہ بیان نہیں کر سکتیں۔ قریب سے وہ کچھ معلوم

تم دیکھو تو اسے۔۔۔ نہایت آسانی سے دیکھ سکتی ہو۔ مقدر کا حال معلوم کرنے کے ساتھ تم جعفری منزل تک پہنچ سکتی ہو۔ وہ خود کو ایک سوئس عورت ظاہر کرتی ہے۔ تم بھی سوئس

ہولہذا تم اس سے گکل مل سکتی ہو۔

بہت بہتر جناب۔ میں ایسا ہی کروں گی

عمران نے سلسلہ منقطع کرنے کا ارادہ کیا مگر پھر رک گیا۔

ہیلو جولیا۔

یس سر

اب تم لوگ اس ہوٹل کو چھوڑ کر ایمپائر میں آ جاؤ۔

بہت بہتر جناب۔ دوسری طرف سے آواز آئی اور عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

اسی شام کو عمران نے شکیل کو بڑی بدحواسی کے عالم میں دوڑتے دیکھا وی عمارت کے

دفعۃً اسٹار یٹا نے کراہ کر کروٹ بدلی اور پھر یک بیک بوکھلا کر اٹھ بیٹھی مگر عمران کی حالت میں اتنی تبدیلی ہوئی کہ اب اس کی آنکھیں کھل گئی تھیں۔۔۔۔ اسٹار یٹا نے سہمی ہوئی نظروں سے چاروں طرف دیکھا اور پھر اچھل کر دروازے کی طرف بھاگی۔

خدا سمجھے تم سے۔ عمران دانت پیس کر بولا۔ شکیل کے بچے آخر ہونا رقیب کے بھائی۔ پھر پانچ چھ ملازم ہاتھوں میں پانی کی بالٹیاں لٹکائے ہوئے اندر گھس آئے۔۔۔۔۔ آگ پر جلد ہی قابو پالیا گیا۔۔۔۔ تین الماریاں جل کر راکھ کا ڈھیڑ ہو چکی تھیں، دو گھنٹے بعد۔۔۔۔ جمیل، عمران کا شکریہ ادا کر رہا تھا۔

اوہ۔۔۔ تو کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں اپنی محبوبہ کو جل کر مر جانے دیتا۔ عمران برا سامنہ بنا کر بولا اور شکیل ہنسنے لگا۔

اس وقت کمرے میں بیگم جعفری بھی موجود تھیں انہوں نے عمران کے اس جملے کو بڑی حیرت سے سنا۔ رضیہ کے چہرے پر اب بھی ہوائیاں اڑ رہی تھیں اور وہ قطعی خاموش تھی غزالہ اور روجی آہستہ آہستہ سرگوشیاں کر رہی تھیں ان میں اسٹریٹا موجود نہیں تھی۔

کیا تم اب بھی اس عورت کو یہاں سے نہیں نکالو گے۔ بیگم جعفری نے جمیل سے کہا۔ یہ کیسے ممکن ہے امی۔ جمیل نے مغموم آواز میں جواب دیا۔ میں خود ہی درخواست کر کے اسے یہاں لایا تھا۔ اب میں کس منہ سے کہہ سکتا ہوں لیکن وہ خود ہی جانا چاہے گی تو میں اسے روکوں گا نہیں۔ آپ یقین کیجئے۔

دیں۔ دروازے کے پاٹ چرچراکے ٹوٹ گئے۔۔۔۔ اندر دھواں بھرا ہوا تھا۔۔۔۔ اور جمیل کی کتابوں کی الماریاں دھڑا دھڑا جل رہی تھیں شکیل نے جمیل کو کھینچ کر باہر نکالا۔۔۔۔۔

وہ۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔ اسٹار یٹا بھی ہے اندر۔۔۔۔۔

آپ یہی ٹھہرئے۔۔۔۔۔ شکیل کہتا ہوا پھر اندر گھس گیا۔۔۔۔۔ لیکن اس بار کا منظر پہلے سے بھی زیادہ حیرت انگیز تھا۔۔۔۔ اسٹار یٹا فرش پر چپت پری تھی اور عمران اسی سے قریب اس طرح آنکھیں بند کئے دوزانو بیٹھا ہوا تھا۔ جیسے پوچھا کر رہا ہو اور اس کے سر پر دھواں چکراتا پھر رہا تھا۔

یہ کیا کر رہے ہو شکیل بدحواسی میں چیخا۔

پوچھا۔۔۔۔ عمران انگریزی میں بڑبڑایا۔ ایک جلتی ہوئی الماری ہم دونوں پر دھکیل دو پھر دیکھتا گا رقیب روسیہ کہاں تک ہمارا تعاقب کر سکتا ہے۔

خدا لے لئے۔ شکیل بے بسی سے بولا۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو آگ پورے کمرے میں پھیل رہی ہے۔۔۔۔۔

پھیلنے دو۔۔۔۔۔ جاؤ یہاں سیعمران پھر انگریزی میں بولا۔ تم میرے رقیب کے بھائی ہو۔۔۔۔۔ اس لئے میں تم سے نفرت کرتا ہوں میں خود ہی اسٹار یٹا کے کپڑوں کو آگ لگا کر یہیں جل مروں گا۔

میں تمہیں اندر نہیں جانے دوں گا۔
دیکھتی ہوں کیسے روکتے ہو۔۔۔۔

میرے پاس ایک تھیلا ہے اس میں تقریباً ڈیڑھ ہزار شہد کی مکھیاں ہیں۔۔۔۔ اور تم ایسے ہی کافی شہد واقع ہوئی ہو۔
اگر تم نے زرا برابر بھی بے ہودگی کی تو۔۔۔۔ بھگتو گے۔۔۔۔ کیپٹن جعفری باہر موجود ہے۔۔۔۔

اس کی مونچھیں مجھے پسند ہیں۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ تم مجھے بالکل اچھی نہیں لگتیں۔۔۔۔
عمران دونوں ہاتھ پھیلا کر کھڑا ہو گیا۔ روش تنگ تھی کیونکہ دونوں طرف مہندی کی باڑھیں تھیں۔ راستہ مسدود ہو گیا تھا۔
میں سچ کہتی ہوں تمہیں پچھتانا پڑے گا۔
میں تم سے شادی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔ ویسے اگر تم اپنی آمد کا مقصد بتا دو تو شاید میں راستے سے ہٹ جانے کے امکانات پر غور کرتا ضروری سمجھوں۔

یہاں تمہاری موجودگی کیا معنی رکھتی ہیچو لینے پوچھا۔
میں یہاں مینڈکوں کے عروج و زوال پر غور کرنے کے لئے آیا ہوں۔
اور میں اس لئے آئی ہوں کہ تمہیں مینڈکوں کا لیڈر بنا کر کسی گندے تالاب میں دھکا

یقیناً ایسا ہوا ہوگا۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ اور اس وقت تک ہوتا رہے گا کہ جب تک وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو جائے۔
کاش تم اس مقصد پر ہی روشنی ڈال سکتی شکیل بولا۔
وہ ابابیل کے انڈے تلاش کرتی ہے۔ اب بس مجھے زیادہ بورمت کرو ورنہ وہ نہ جانے کیا کیا تلاش کرنے لگے گی۔
شکیل خاموش ہو گیا۔ عمران کچھ سوچنے لگا۔

ارے خدا تم سے سمجھے۔۔۔۔ عمران سر پیٹنے کے لئے دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے بولا۔ اب تمہارا یہاں کیا کام اس انداز پر جولیا بڑے دلفریب انداز میں مسکرا کر جعفری منزل کے پائیں باغ کی ایک روش پر قدم رکھتی ہوئی بولی۔
میں اپنے مقدر کا حال معلوم کرنے آئی ہوں۔۔۔۔
مگر کیا تم نے پھاٹک پر وہ بورڈ نہیں دیکھا جس پر تحریر ہے کہ مس اسٹار ہٹا بیمار ہو گئی ہیں اس لئے کسی سے نہیں مل سکتیں۔

مجھ سے وہ ضرور ملے گی۔ میں اس کی ہم وطن ہوں۔ جولیا نے جواب دیا۔
کیا تم تنہا ہو۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔
تمہیں اس سے کیا سروکار۔۔۔۔

تمہارے فرشتے بھی ہمارے چیف آفیسر تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ جولیا اپنا اوپری ہونٹ بھینچ کر بولی۔

بہت جلد مستقبل قریب میں۔ ایسے کیا اسی نے تمہیں یہاں بھیجا ہے۔
یہی سمجھ لو۔۔۔ پھر میری آمد کا مقصد واضح ہو جائے گا۔۔۔۔ غالباً تم سمجھ گئے ہو گے۔

میں نہیں سمجھا۔
تم سمجھو یا نہ سمجھو ایکس ٹو خوب سمجھتا ہے۔ اور تم اتفاق سے نادانستہ طور پر اسی کے لئے کام کر رہے ہو

اس کی ایسی کی تیسری۔ عمران بری طرح جھنجھلا گیا۔ اگر وہ اس معاملے میں دخل انداز ہوا تو میں اس کی دھجیاں بکھیر دوں گا۔
روتے کیوں ہو۔۔۔ جولیا ہنس پڑی۔

اچھی بات ہے میں اسے خبر کر دوں گا کہ محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس اس میں دلچسپی لے رہی ہے۔

اگر تم نے ایسا کیا تو اپنی حالت پر افسوس کرنے کے لئے زندہ نہ رہو گے۔
راستہ ادھر ہے۔ عمران نے پھاٹک کی طرف اشارہ کیا اور خود عمارت کی طرف مڑ گیا۔
پھر اس نے پلٹ کر یہ بھی نہیں دیکھا کہ جولیا کھڑی ہے یا چلی گئی۔

ادادہ ہو تو میں اسے اسٹار یٹا سے ملنے دوں۔
تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ تشکیل جھنجھلا گیا۔ پھر اس نے جولیا سے انگریزی میں کہا۔ آئے چلیے۔

عمران ایک طرف ہٹ گیا۔ جولیا تشکیل کے ساتھ چلی گئی۔ عمران وہیں روش پر ٹھلٹا رہا۔ تقریباً دس منٹ بعد جولیا واپس آئی۔ تشکیل اس کے ساتھ تھا
کیوں کیا ہوا عمران نے ادرو میں پوچھا۔

اس نے ملنے سے انکار کر دیا۔ تشکیل نے جواب دیا۔
اچھا اب تم براہ کرم واپس جاؤ۔۔۔۔ تم بالکل گدھے ہو میرا کھیل بگاڑ دو گے۔ قطعی نہیں۔ کچھ نہیں بس چلے ہی جاؤ۔ ورنہ میں ابھی اور اسی وقت یہاں سے چلا جاؤں گا۔
تشکیل خاموشی سے رہائشی عمارت کی طرف مڑ گیا۔ عمران جولیا کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔
تم اسٹار یٹا سے کیوں ملنا چاہتی ہو۔ کیا تمہارے چوہے آفیسر کی طرف سے کوئی ہدایت ملی ہے۔

وہ چوہا ہی سہی۔ جالیا برا منہ بنا کر بولی۔ لیکن کیا وہ بھوت کی طرح تم پر سوار نہیں رہتا۔
۔۔ کیا اس نے تمہارے شکار نہیں چھینے ہیں۔

اوہ۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ مجھے تسلیم ہے۔ لیکن میں سے کسی دن روشنی میں لا کر ذلیل کروں گا۔ میرا نام عمران ہے۔

کم از کم۔۔۔۔۔ آپ کو اجازت تو لینی چاہیے جمیل نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔
 ارے واہ۔۔۔۔۔ تو گویا۔۔۔۔۔ کیوں جناب۔۔۔۔۔ کیا میں نے آپ کی خواب گاہ کا
 دروازہ اجازت لے کر توڑا تھا۔۔۔۔۔
 میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ کس قماش کے ادی ہیں۔
 قماش کیا چیز ہے۔۔۔۔۔ زرا مجھے اس کا معنی بتا دیجیے۔۔۔۔۔ پھر آپ کی بات کا
 جواب دوں گا
 آپ اگر اس وقت مجھے معاف کر دیں تو بہتر ہوگا جمیل نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔
 یہ ناممکن ہے۔۔۔۔۔ آج میں فیصلہ کروں گا۔
 کس بات کا۔۔۔۔۔
 یہ عورت آپ سی مہبت کرتی ہے یا مجھ سے۔
 گفتگو اردو میں ہو رہی تھی اس کے باوجود بھی جمیل کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور وہ کن
 اکیوں سے اسٹار بیٹا کی طرف دیکھنے لگا جو عمران کو عجیب نظروں سے گھور رہی تھی۔
 عمران بڑبڑاتا رہا۔ کل جو کچھ بھی ہوا میری بددعاؤں کا اثر تھا۔۔۔۔۔ ایک جلع بھنے دل
 کی آپہں تھیں جنہوں نے تمہاری خواب گاہ میں آگ لگا دی تھی۔۔۔۔۔ اگر تم میرے راستے
 سے نہ ہٹ گئے تو خود بھی جل بھن کر کباب ہو جاؤ گے۔
 کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔ جمیل خلق پھاڑ کر چیخا۔

وہ پورچ سے برآمدے کی طرف داخل ہو رہا تھا کہ غزالہ نے اسے مخاطب
 کیا۔ اے۔ مولانا زرا ایک منٹ۔
 عمران رک کر اس کی طرف مڑا اور کسی لڑاکی عورت کی طرح بھنا کر بولا۔ تم خود مولانا۔
 یہ عورت کون تھی۔۔۔۔۔
 میری بھابی کی سالی۔۔۔۔۔ تم سے مطلب۔۔۔۔۔
 یہاں کیوں آئی تھی۔۔۔۔۔
 تشکیل کے ساتھ اس کی شادی ہوگی۔ پھر دیکھوں گا تمہاری امی جان کو۔
 کیا۔۔۔۔۔ غزالہ حیرت سے انکھیں پھاڑ کر بولی۔ تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔
 خدا نہ کرے تمہاری امی مرجائیں۔۔۔۔۔ عمران دانت پیس کر بولا اور غزالہ ہکا بکا کھڑی
 رہ گئی ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس کے جواب کے لئے اس کے پاس الفاظ ہی نہ ہوں۔۔۔۔۔
 عمران اسے متحیر کھڑی چھوڑ کر اندر چلا گیا۔ وہ سیدھا اس حسے کی طرف آیا جہاں جمیل رہتا تھا۔
 ۔۔۔۔۔ وہ اپنے کمرے میں موجود تھا اور اسٹار بیٹا بھی وہیں تھی۔ عمران اجازت لئے بغیر اندر
 گھستا چلا گیا۔
 ہائیں۔۔۔۔۔ کیا۔۔۔۔۔ یعنی کہ۔۔۔۔۔ جمیل اچھل کر کھڑا ہوا ہکلا یا اسٹار بیٹا جوشال میں
 لیٹی ہوئی ایک آرام کرسی پر دراز تھی بوکھلا کر سیدھی بٹھ گئی۔
 میں آپ لوگوں کی خیریت دریافت کرنے آیا تھا۔۔۔۔۔ عمران نے احمقانہ انداز میں کہا

سکی۔ حالانکہ زمین پر گرتے وقت بھی وہ ہوش میں تھا۔ پھر اس کے بعد اسے یاد نہیں کیا ہوادوسری بار آنکھ کھولنے پر اسے اپنا سے مواد سے بھرا ہوا پھوڑا معلوم ہونے لگا۔ کچھ اسی قسم کی تکلیف تھی جیسے جسم سے سراگ کر آئے بغیر وہ تکلیف رفع نہ ہو سکے گیاس نے آنکھیں کھولیں لیکن اسے اپنے چاروں طرف گہرے زرد رنگ کے غبار کے علاوہ اور کچھ نظر نہ آیا اس نے پھر آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔۔کانوں میں سیٹیاں سی بج رہی تھیں اور اس کے علاوہ بھی اسے

چلے جاؤ۔۔۔۔۔ یہاں سے۔۔۔۔۔ جمیل حلق پھاڑ کر چیخا اور ساتھ ہی اس نے عمران پر پھیک مارنے کے لئے ایک گلدان اٹھایا۔ لیکن اس کا وار خالی گیا۔ گلدان سامنے دیوار سے ٹکرایا اور اس کے ریزے چھنچھناتے ہوئے فرش پر رہے۔

عمران نے پادریوں کے سے انداز میں ہاتھ اٹھا کر اسے بددعا دی۔۔۔۔۔ اور اسٹار ریٹا کو برے مستقبل کی خبر دیتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

Page 31

آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ کم سے کم الفاظ میں کہیے اور خاموش ہو جائیے۔
یہاں مجھے کون لایا ہے۔۔

اچھا میں بتاتی ہوں۔ لیکن آپ خاموش رہیں گے۔ کچھ لوگ آپ کو مشتبہ حالت میں کہیں
لے جا رہے تھے۔ میرے بابا ڈیوٹی پر تھے۔ انہوں نے ان لوگوں کو ٹوکا اور وہ آپ کو چھوڑ کر
بھاگ گئے۔ وہ دو آدمی تھے اور ان کے ساتھ ایک عورت بھی تھی۔

کیا کوئی غیر ملکی عورت تھی

آپ پھر بولے۔۔۔ میں یہ نہیں بتا سکتی کہ وہ کوئی ملکی عورت تھی یا غیر ملکی۔ بابا نے مجھے
جتنا بتایا ہے اتنا ہی جانتی ہوں۔ تفصیل آپ انہیں سے پوچھ لیجئے گا۔ ویسے میں یہ اور بتا سکتی
ہوں کہ آپ ایک بہت بڑے تھیلے میں بند تھے۔ جب بابا نے انہیں ٹوکا تو وہ تھبلا چھوڑ کر
بھاگ گئے آپ بے ہوش تھے۔

آپ کے بابا کیا کرتے ہیں
ان کا تعلق محکمہ سراغ رسانی سے ہے۔

شکیل خاموش ہو گیا وہ سوچ رہا تھا شاید اسٹار بیٹا اس بات سے واقف ہوگی ہے کہ میں
اس کا تعاقب کیا کرتا ہوں اسی لئے آج مجھ پر حملہ کیا گیا۔ لیکن وہ اور اس کے ساتھی ناکام
رہے۔

آپ کے بابا کہاں ہیں۔ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں۔

کچھ اس قسم کے شور کا احساس ہو رہا تھا جیسے کسی گھنے جنگل میں آندھی آگئی ہو اور آہستہ آہستہ
یہ شور ختم ہوتا گیا اور اسے کسی کے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ اس نے پھر آنکھیں
کھولیں۔ اس بار اسے دھندلے دھندلے درودیاؤں نظر آئے اور پھر آنکھوں کے سامنے چھائی
ہوئی دھند ٹپتی گئی وہ ایک اچھے خاصے سچے ہوئے کمرے میں ایک آرام دہ بستر پر پڑا ہوا تھا مگر
یہ کمرہ جعفری منزل کا نہیں ہو سکتا تھا۔ شکیل نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے ہی لمحے کسی نے
اس کے سینے پہ ہاتھ رکھ دیا۔۔۔۔ اور ایک بہت ہی لطیف خوشبو سے اس کا دماغ معطر ہو
گیا اس پر ایک حسین چہرہ جھکا ہوا تھا۔

لیٹے رہیں ایک مترنم آواز کانوں کے پردوں سے ٹکرائی۔ آپ کا سر بری طرح زخمی
ہے۔

شکیل نجس و حرکت رہ گیا۔ لڑکی بہت حسین تھی۔۔۔۔ اور معصوم بھی۔ عمر بمشکل اٹھارہ
سال رہی ہوگی۔ وہ مشرقی حسن کا ایک بہترین نمونہ تھی۔

میں کہاں ہوں شکیل بد وقت کہہ سکا۔

دوستوں میں۔۔۔۔ آپ فکر نہ کیجئے کیا آپ بہت زیادہ کمزوری محسوس کر رہے ہیں
جی نہیں، میں بالکل ٹھیک ہوں۔ شکیل نے مسکرائے کی کوشش کی۔
آپ اگر خاموش رہیں تو بہتر ہے۔ ڈاکٹر نے یہی مشورہ دیا ہے۔
اچھا تو۔۔۔۔

دیکھ چکے تھے۔ مردوں نے تو اپنے چہرے نقابوں میں چھپا رکھے تھے۔
کاش مجھے معلوم ہو سکتا کہ وہ کون عورت تھی۔

کیا آپ کو کسی خاص عورت پر شبہ ہے۔ لڑکی نے پوچھا۔
جی ہاں اسی لئے تو میں اس لاخلیہ معلوم کر کے تشفی کرنا چاہتا ہوں۔
بابا سے آپ ادھے گھنٹے بعد مل سکیں گے۔

وعدہ کے مطابق اس کے آدھے گھنٹے بعد تشکیل کو اپنے بابا سے ملایا۔۔۔

یہ بابا ایک قوی ہیکل اور دراز قد بوڑھا تھا۔۔۔ اگر اس کے بال نہ سفید ہوتے تو
اسے کوئی بھی بوڑھا کہنے پر تیار نہ ہوتا اس کے صحت مند اور توانا چہرے پر گچھے دار بے داغ
سفید مونچھیں بڑی عجیب لگتی تھیں، وہ بڑے اخلاق سے پیش آیا۔ تشکیل سے اس کے متعلق
استفسارات کرتا رہا پھر بولا۔ تو آپ جعفری خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

جی ہاں۔۔۔۔۔ آپ براہ کرم بتائیے کہ۔۔۔۔۔

ٹھریے۔۔۔ بوڑھا ہاتھ اٹھا کر بولا۔ آپ کے سے میں چوٹ کیسے لگی تھی۔۔۔۔۔
چوٹ۔۔۔۔۔ تشکیل کچھ سوچنے لگا پھر بولا۔ میں یہ نہ بتا سکوں گا البتہ پچھلی رات معمول
کے مطابق میں اپنے کمرے میں سو رہا تھا۔ مجھے اتنا ہی یاد ہی بعد کی باتیں مجھے ان سے معلوم
ہوئی تھیں۔

تشکیل نے لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔

بس آپ سو جائیے بس تھوڑی سی دیر میں سویرا ہو جائے گا۔ بابا صبح آپ سے ملیں گے پھر
پولیس کو باقاعدہ طور پر اس کی رپورٹ دی جائے گی۔

تشکیل خاموش ہو گیا اور لڑکی بائیں جانب والی کرسی پر جا بیٹھی۔۔۔۔۔ وہ اتنی دلکش تھی کہ
تشکیل کو اپنی سر کی تکلیف کا احساس بھی نہیں رہ گیا تھا وہ اسے متواتر دیکھے جا رہا تھا اور لڑکی بار
بار شرما کر اپنا سر جھکا لیتی تھی۔۔۔۔۔ پھر تشکیل نے سوچا کہ اسے اس طرح نہ گھورنا چاہیے۔ اس
نے آنکھیں بند کر لیں اور جلد ہی گہری نیند سو گیا۔ اسے نیند کی بجائے غشی ہی کہنا زیادہ مناسب
ہوگا کیونکہ اسے کی تکلیف نیند سے سمجھوتہ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔۔ صبح خوشگوار تھی یا ناخوشگوار وہ
اندازہ نہیں کر سکا۔۔۔۔۔ کی تکلیف اب پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی تھی۔ آنکھ کھلتے ہی اسے وہی
لڑکی نظر آئی تھی جسے دیکھتے دیکھتے وہ پچھلی رات سو یا تھا۔۔۔۔۔ وہ اب بھی وہی کرسی پر بیٹھی
ہوئی تھی۔

کیا آپ تکلیف میں کچھ کمی محسوس کر رہے ہیں۔ لڑکی نے پوچھا۔

بڑی حد تک۔۔۔۔۔ میں آپ لوگوں کا شکر گزار ہوں۔

زیادہ باتیں نہیں جنابلڑکی مسکرائیں میں نے آپ سے صرف ایک بات پوچھی تھی۔۔۔۔۔

آپ کا دوسرا جملہ تھا

صرف ایک بات اور۔۔۔۔۔ آپ کے بابا۔۔۔۔۔

کی تلاش میں ہیں جو آپ کو لے جانے والوں کے ساتھ تھی۔ وہ اس کی شکل اچھی طرح

Released on 2008

Page 34

نوجوان میں ایک بڑا خبط پایا جاتا ہے جہاں کوئی عورت یا لڑکی اخلاق سے پیش آئی سمجھ لیتے ہیں کہ وہ ان کے عشق میں مبتلا ہو گئی ہے۔ حالانکہ اس کے دل میں زرہ برابر بھی اس قسم کا کوئی خیال نہیں ہوتا لیکن یہ چھو کرے مجنوں کی سی حرکتیں کر کے خواہ مخواہ دوسرے نکتے ہائے نظر سے بھی انہیں اپنی طرف متوجہ کر لیتے ہیں۔ یہ لڑکی جو کچھلی رات سے آپ کی خدمت کر رہی ہے اس پر رحم کیجئے گا۔ یہ بہت پر خلوص لڑکی ہے۔۔۔۔ اور میری اکلوتی بچی۔۔۔۔ میں اسے غلط راستوں پر نہیں دیکھ سکتا۔

شکیل کو اپنی آواز خلق میں پھنستی ہوئی معلوم ہونے لگی۔ اس کی سمجھ میں نہیں اس کا کہ جواب میں کیا کہے۔ ویسے بوڑھا اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر ہی کمرے سے جا چکا تھا۔

جعفری منزل میں سر اسیمگی پھیل گئی تھی۔ شکیل کی پراسرار کشدگی بیگم جعفری کے لئے فی الجھنیں لے آئی۔۔۔۔ پہلے تو وہ

سمجھتی رہیں کہ شکیل خلاف عادت انھیں مطلع کئے بغیر ہی کہیں چلا گیا ہے۔۔۔۔ لیکن جب کافی وقت گزر گیا تو پریشانی بڑھ گئی۔۔۔۔ شکیل اور جمیل شروع ہی سے ان کے پابند رہے تھے۔ انھیں جہاں بھی جانا ہوتا بیگم جعفری کے علم میں لا کر جاتے۔ جمیل تو سختی سے اس اصول پر کار بند تھا۔ البتہ شکیل کبھی کبھی بتائے بغیر باہر چلا جاتا۔۔۔۔ مگر وہ جہاں بھی ہوتا تھا بیگم جعفری کو اس کی اطلاع فون پر ضرور دیتا تھا دن ڈھل گیا مگر شکیل واپس نہ آیا۔۔۔۔ بیگم

اب میں آپ کو کیسے یقین دلاؤں کہ ناک کی کیل کا حوالہ قطعی اتفاقیہ تھا۔ بس یونہی زبان سے نکل گیا۔

میں لاکھ برس تسلیم نہیں کر سکتا۔۔۔۔

نہ کیجئے۔۔۔۔ شکیل نے جھنجھلا کر کہا۔۔۔۔ پھر فوراً ہی سنبھل کر بولا۔ اس لہجے کے لئے معافی چاہتا ہوں دراصل سر کی تکلیف کی وجہ سے دماغ قابو میں نہیں ہے۔

کوئی بات نہیں ہے۔ بوڑھا مسکرایا۔ اس گھر کو اپنا ہی گھر سمجھئے مگر ایک درخواست ہے ایک نہیں بلکہ دو۔

فرمائیے، فرمائیے۔

تا وقتیکہ میں مجرموں کا پتہ نہ لگاؤں آپ یہاں سے جانے کا ارادہ نہ کریں۔ مطلب یہ کہ آپ کو یہاں چھپے رہنا پڑے گا میں اس معاملے میں اتنی احتیاط برت رہا ہوں کہ فی الحال اس واقعے کی رپورٹ تک باقاعدہ طور پر نہیں کرانا چاہتا۔ یہاں آئے دن ایسی وارداتیں ہوتی رہتی ہیں۔ ایک بہت بڑا گروہ اس کا زمرہ دار ہے۔ وہ لوگ آئے دن کسی نہ کسی مالدار آدمی کو پکڑ کر اس کے لواحقین سے بڑی بڑی رقموں کا مطالبہ کرتے ہیں یہاں کی پولیس عرصے سے پریشان ہے۔ لیکن اس کے پاس ان لوگوں کا کوئی سابقہ ریکارڈ نہیں ہے۔

شکیل کچھ نہ بولا۔ بوڑھے نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔ اور دوسری بات بھی سن لیجئے میں بہت صاف گو آدمی ہوں، ہر آدمی کو صاف گو ہونا چاہیئے۔۔۔۔ آج کل کے

ٹھیک۔۔۔ تم جعفری منزل پہنچ جاؤ۔ تمہیں اس عورت پر نظر رکھنی ہے۔ آج شاید وہ تنہا باہر جائے گی۔ بس تمہیں صرف اس کا تعاقب کرنا ہے۔۔۔۔ اور کسی معاملے میں دخل اندازی کرنے کی ضرورت نہیں ہے خواہ وہ کچھ ہو۔
بہت بہتر جناب۔

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ پھر کمرے سے نکل ہی رہا تھا کہ غزالہ آٹکرائی۔ آخر آپ بتاتے کیوں نہیں کہ بھیا کہاں ہیں اس نے ناک چڑھا کر کہا۔
آپ کے بھیا نے میری مٹی پلید کر دی۔ عمران منہ بسور کر بولا
کیوں
انہوں نے مجھے بڑا دھوکہ دیا ہے۔
کیا دھوکہ دیا ہیغزالہ گھورنے لگی۔
کچھ نہیں۔۔۔۔ آپ سے کیا بتاؤں
آپ مجھے ان کا پتہ بتادیں۔ میں اور کچھ نہیں جانتی۔
اچھا پتہ کہیں نوٹ کر لیجیے۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔
جعفری منزل شاداب نگر۔
اچھی بات ہے۔ نہ بتائیے۔ غزالہ دانت پیس کر بولی۔
مجھے یقین ہے کہ آپ بھیا کے متعلق بہت کچھ جانتے ہیں۔

جعفری پاگلوں کی طرح ساری عورت کے چکر کاٹ رہی تھیں۔ ایک جگہ عمران سے مڈھبڑ ہو گئی۔ جو ایک ستون سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کئے کھڑا تھا
کیا اس نے آپ کو بھی نہیں بتایا تھا بیگم جعفری نے اسے مخاطب کیا اور وہ چونک پڑا۔
جی۔۔۔ اس نے پلکیں جھپکائیں۔
میں شکیل کے متعلق کہہ رہی ہوں۔
او۔۔۔ ہاں۔۔۔ ایسا میزبان آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔۔۔۔ مجھ سے
کہا تھا پلنک پہ چلیں گے۔۔۔ اور خود غائب۔
میری سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں۔۔۔۔
کیا سمجھ میں نہیں آتا۔۔۔۔
بیگم جعفری اس کے ساتھ جھک مارنا فضول سمجھ کر آگے بڑھ گئیں۔۔۔۔ عمران بدستور
وہیں کھڑا رہا۔۔۔۔ کچھ دیر بعد جب اسے یقین ہو گیا کہ آس پاس کوئی موجود نہیں ہے تو وہ
اس کمرے میں جا گھسا جہاں فون رکھا ہوا تھا۔
ہیلو۔۔۔ اس نے نمبر ڈائل کر کے ماوتھ پیس میں کہا۔ کون ہے۔
جعفری۔۔۔۔ جناب۔
جولیانہ۔۔۔ کیا کر رہی ہو۔۔۔۔
وہ سیاہ ٹائی والوں کے پیچھے ہے۔

کسی کو نہیں معلوم۔۔۔۔۔ البتہ ایک آدمی سے کچھ معلومات حاصل کرنے کی توقع تھی مگر اس کی حالت ایسی نہیں کہ وہ کچھ بتا سکے

کون ہے

ایک دیٹائر ڈی سی آئی ڈی سب انسپٹر ہے۔۔۔ جو اس زمانی میں یہیں تھا۔ مگر وہ دمہ کا مریض ہے۔۔۔۔۔ آج کل اس کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔۔ سانسوں کی وہ تیزی ہے کہ وہ ایک لفظ بھی نہیں بول سکتا۔ میں نے تحریر کے ذریعے گفتگو پوچھنے چاہی مگر اس کے ہاتھ من ریشہ بھی ہے

میرا خیال ہے کہ تم اس سلسلے من عمران سے مدد حاصل کرو۔
وہ کیا کر سکے گا۔

کچھ نہ کچھ کر ہی لے گا۔ تم فکر نہ کرو من نے اسے بڑی طرح جکڑ لیا ہے اور وہ فی الحال میرے نیچے سے نہیں نکل سکتا۔ اس سے جو کام چاہو لے لو۔۔۔۔۔
تو من اسے وہاں لے جاؤ۔۔۔۔۔ وہ آدمی آج کل سرکاری شفا خانے میں ہے۔۔۔

--

ہاں۔ تم اسے وہاں لے جاؤ۔۔۔۔۔ اچھا وہاں۔۔۔۔۔ سیاہ تائی والوں کا کیا رہا:
سب ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ میرا خیال ہے کہ وہ صرف کچھ ہفتوں کے لئے اپنی حرکت جاری رکھنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔ کوئی خطرہ نہیں ہے من نے یہی اندازہ لگایا ہے۔

میں بھیا کے متعلق بہت کچھ جانتا ہوں۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔
تو پھر بتاتے کیوں نہیں۔۔۔۔۔

بتاتا ہوں۔۔۔۔۔ مگر تم میرے کہنے پر اعتبار کرو گیکوؤں نے کروں گی۔

وہ جہاں کہیں بھی ہیں بالکل بخیریت سے ہیں۔ تم اپنی امی سے کہ دو کہ خواہ مخواہ بورنہ ہوں۔ اس طرح جانے کی کیا ضرورت تھی۔ بتا کہ نہیں جا سکتے تھے۔ میں صرف یہ جانتا ہوں کہ وہ کہیں گئے ہیں۔ یہ نہیں جانتا کہاں گئی ہیں۔ مجھ سے کہا تھا کہ جلدی واپس آ جاؤں گا؛

ہم لوگ نہیں سمجھ سکتے کہ آپ کس قسم کے آدمی ہیں
کیا میں آپ کی خوشامد کرتا ہوں کہ مجھے سمجھنے کی کوشش کیجئے: عمران بھناتا ہوا بولا۔
میں آپ سے یہ بات نہیں کرنا چاہتی۔ غزالہ نے جلے بھنے لہجے من کہا اور وہاں سے چلی گئی۔ عمران پھر اس کمرے من داخل ہوا جہاں فون رکھا ہوا تھا۔ اس بار اس نے جولیا کے نمبر ڈائل کئے۔ جواب ملنے میں دیر نہ لگی تھی۔

لیس سر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔

کیا ہوا۔۔۔۔۔

بڑی دشواری پیش آرہی ہے جناب۔ کیس بہت پرانا ہے۔ اس کا کوئی ریکارڈ بھی موجود نہیں ہے۔۔۔۔۔ اس عمارت سے متعلق غیر ملکی جاسوسوں کی کہانی ضرور مشہور ہیلیکن تفصیل

آتیں جیسی آرام کی جنت میں ساپیہاں دہ نوکر بھی تھے۔ اور یہ دونوں اپنے مالک سے بھی زیادہ عجیب تھے۔ ان میں سے ایک گونگا اور دوسرا بہرہ۔۔۔۔۔ ایک کو ساتھ حلق پھاڑنا پڑتا تھا اور دوسرے کو سمجھانے کے سلسلے میں اچھی خاصی ورزش ہو جاتی تھی۔

سب باتوں کے علاوہ شکیل کے ذہن میں ایک بوجھ بھی تھا۔ رضیہ کا مسیہاس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ آخر رضیہ نیاس پر حملہ کیوں کر آیا تھا اور اسے کہاں لے جا رہی تھی۔ وہ دو آدمی کون تھے جنہوں نے اسے اٹھا رکھا تھا۔۔۔۔۔ شکیل کو یہاں محض اس لئے روکا گیا تھا کہ اس واقعہ کی تفتیش کی جائے۔ بوٹھا پولیس آفیسر اسے بہت ذہین اور آزمودہ کار آدمی معلوم ہوتا تھا۔ لیکن شکیل میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ اسے رضیہ کے متعلق کچھ بات سکتا۔ وہ چاہتا تھا کہ یہاں سے کسی طرح گلو خلاصی ہو تو خود اس واقعہ کے متعلق چھان بین کرے۔ دوسری طرف اسے مس جعفری کا خیال تھا کہ وہ اس کے لئے بے حر پریشان ہیں اس نے بوڑھے سے اس کا تذکرہ کر کے گھربات کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن بعد میں منع کر دیا۔ اب شکیل کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہا سے کیا کرنا چاہیئے۔ وہ سوچ ہی رہا تھا کہ لڑکی کمرے میں داخل ہوگئی۔ اس کے ہاتھ میں سرخ گلاب کے کئی پھول تھے۔

آپ کو گلاب یقیناً بہت پسند ہوں گی اس نے کہا۔
ہاں ہاں۔ بہت۔۔۔۔۔ شکیل کے ہونٹ کاٹنے لگے۔۔۔۔۔
یہ میں آپ ہی کے لائی ہوں۔۔۔۔۔

میرا بھی یہی خیال ہے۔۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔۔
عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

ہہ

شکیل سکڑا سمٹا ایک آرام کرسی پر پرا ہوا تھا۔ اور سوچ رہا تھا کہ کس طرح یہاں سے بھاگ نکلے۔ اس گھے کے سیکس اپنے مزاج اور رکھ رکھاؤ کی بنا پر مختلف تھے۔ بوڑھے سی وہ گفتگو کر ہی چکے تھے۔ اور اب اس کے بعض الفاظ اس کے کانوں میں گونج رہے تھے۔ دنیا کا کوئی باپ اپنی لڑکی کے معاملے میں اتنا ڈاف گو نہیں ہو سکتا۔ شکیل اب تک درجنوں آزاد خیال لوگوں سے مل چکا تھا۔ لیکن اسے اب تک کوئی ایسا باپ نہیں ملا تھا جس نے کہا ہے کہ وہ اس کی لڑکی سے ملنے جلنے میں اس بات کا خیال رکھے کہ معمولی رسم و رواہ اور عشق و محرت کی رسمیں نہ طے کرنے پائے۔ یہ تو باپ کی ہدایت تھی لیکن لڑکی کی یہ حالت تھی کہ وہ بار بار شکیل کے کمرے میں آ جاتی۔ اس سے گھنٹوں گفتگو کونا شچا ہتی۔ ایک بار تو اس نے اس کا سردبانے کی کوشش بھی کی تھی اور شکیل اس طرح بوکھلا گیا تھا جیسے اس نے سر کاٹنے کی دھمکی دی ہو شکیل اس سے بھاگنا چاہتا تھا اس کے باپ کا خوف کچھ اس طرح اس کے دل میں سما گیا تھا ویسے حقیقت تو یہ تھی کہ وہ لڑکی اسے بے حد پسند تھی وہ چاہتا تھا کہ وہ بس اس کے پاس بیٹھی بچوں کے انداز میں گفتگو کرتی رہے۔ اس کا طرز گفتگو بہت دلکش تھا۔۔۔۔۔ مگر جب شکیل اس کی ذہنی گفتگو کے تانے بانے میں پھنسنے لگتا اس کے تخیل میں وہ بڑی بڑی سفید اور گھنی مونچھیں اس طرح گھس

یہ دونوں اچھل پڑے۔۔۔ گنگا نوکر دروازے کے قریب کھڑا ہوا تھا۔
سور کا کچھلڑکی جھلا کر کھڑی ہو گئی اور نوکر نے دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھیں بند کر
لیں مگر وہ برابر ہنسنے جا رہا تھا۔ آپ کے جسم سے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ چھوٹ پڑا اور سفید مونچیں پھڑ
سے اوپر چڑھ پڑیں۔

لڑکی نے نوکر کے سر پر دو ہاتھ رسید کر دیے۔ مگر وہ بدستور ہاتھوں سے آنکھیں بند کر کے
ہنستا رہا۔

یہ کمبخت اتنا ڈھیٹ ہے کہ کیا بتاؤں۔ لڑکی نے تشکیل کی طرف مڑ کر کہا۔ آپ کچھ خیال نہ
کیجئے گا۔

تشکیل نے ایسے سر ہلا دیا جیسے وہ کچھ نہ خیال کرے گا پھر حماقت کا احساس ہوتے ہی اس
کی آنکھوں سے ندامت کے آثار نظر آنے لگے۔ مگر سفید مونچیں۔ اگر اس نوکر نے اشاروں
سے بوڑھے کو بتانے کی کوشش کی تو وہ نہ جانے کیا سمجھ بیٹھیں گے۔ تشکیل کو احتجاج ہونے
لگا۔ لڑکی نے نوکر کو باہر دھکیل کر دروازہ بند کر دیا۔۔۔ تشکیل کے رہی سہے اوسان بھی ختم ہو گئے
۔ وہ سوچنے لگا کہ اگر ایسے میں بوڑھا آ جائے تو کیا ہوگا لڑکی پھر آ کر کرسی پر بیٹھ گئی۔ تشکیل کی
سانسیں طرہتی رہیں۔

اگر اس نے آپ کے والد صاحب کو بتا دیا تو

تشکیل نے سوال کیا۔

اور شکر یہ پھول لیتے ہوئے تشکیل کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔
وہ قریب ہی ایک کرسی پر بیٹھتی ہوئی بولی۔ اس کو ایک جوڑے من لگا دیجئے۔۔۔ مجھ
سے نہیں لگائے جاتے۔

تشکیل اک پورا جسم کانپنے لگا۔ حلق خشک ہونے لگا اور سانسیں پھلوانے لگیں۔۔۔ اور
سفید مونچیں کسی خود سربیل سلگوں کی طرح اس پر جھپٹنے لگیں۔

huhhuh وہ اس کی طرف پشت کر کے بیٹھ گئی۔

مم۔۔۔ مم۔۔۔ پھپھول۔۔۔ تشکیل جھکایا۔

جی ہاں۔۔۔ ایک پھول میرے جوڑے من لگا دیجئے

اور۔۔۔ آپ کے والد۔۔۔ صاحب۔۔۔

آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

وہ کہان ہوں گے۔۔۔

اتنی دیر سے کہ رہی ہوں۔ وہ بچوں کی طرح ٹھنک ٹھنک کر بولی۔

لغا۔۔۔ لگاتا ہوں۔ تشکیل تھوک نکل کر بولا۔

اس کے کانپتے ہوئے ہاتھ جوڑے کی طرف بڑھیا اور وہ کسی نہ کسی طرح پھول لگانے من

کا میاب ہو گیا۔

ہی ہی ہی ہی ہی ہیدا ہیدا دروازے کی طرف سی کسی کے ہینسنے کی آواز آئی۔

نہیں آج نہیں پھر کبھی چلی جانا۔ تمہارے گھر مہمان ہیں۔

تو مہمان کو بھی لے جاؤ نہ۔

نہیں۔ یہ نہیں جائیں گے۔ کیوں وہ شکیل کی طرف دیکھنے لگا۔

نہیں میں نہیں جاؤں گا۔ شکیل جلدی سے بولا۔

میں پھر آپ سی نہیں بولوں گی

جاؤ بے بی۔۔۔ خدا کے لئے دیرنا کرو ورنہ پھر واپس کب ہوگی

لڑکی چند لمحے کھڑی سوچتی رہی پھر چلی گئی۔۔۔ بوڑھے نے شکیل سے کہا۔ مجھے کسی

حد تک کامیابی ہوگئی ہے۔ آج مں نے اس عورت کو بڑام روڈ کی کوٹھی نمبر ایکس مں دیکھا تھا۔

شکیل کچھ نہ بولا۔ وہ جانتا تھا کہ بڑام روڈ کی کوٹھی نمبر ایکس مں رضیہ کے والدین قیام گاہ

تھا ممکن ہے آج وہ وہاں گئی ہو اس کی الجھن بڑھتی جا رہی تھی۔ آخر وہ کای کرے۔ کیا وہ اس کو

بتا سے کہ وہ اس کے بڑے بھائی کی بیوی ہے کیا سچ مچ رضیہ سیدھے راستے سے بھٹک گئی ہے

اگر یہی بات ہوئی تو وہ لوگ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔ لیکن اس بات کے کھل

جانے پر خود اس کی پوزیشن کای ہو گئی ممکن ہے اسے مجرم قرار دیا جائے کیونکہ وہ اس سلسلے مں

اپنی معلومات کا اظہار نہ کر کے قانون کی راہ مں روڑے اٹکانے والا بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔

مجھے گھر جانے دیجئے۔ میرے گھر والے بے حد پریشان ہوں گے۔ میں کسی ایسی عورت

کو نہیں جانتا جو بڑام روڈ کی کوٹھی نمبر ایکس میں رہتی ہو۔

تو کیا ہوگا۔ آخر آپ اس وقت والد صاحب کو اتنا کیوں یاد کر رہے ہیں

شکیل اس بات کا کیا جواب دیتا۔ ویسے سفید مونچھیں اسے اب بھی اسے کسی مرکھے نیل

کے سینگوں ہی کی طرح دھمکار ہیں تھیں۔

کای آپ کو میرے والد صاحب سے خوف محسوس ہوتا ہیملوڈ کی نے پوچھا

جی ہاں۔ بہت۔

ارے وہ تو بہت اچھے اور نرم دل آدمی ہیں۔

شکیل اسے کیا بتاتا کہ ان دونوں کے دو میان کا وسم کی گفتگو ہو چکی ہے۔

کمرے سے باہر کسی کے چلنے کی آواز آیا اور شکیل کا دل دھڑکنے لگا۔ داوا زہ کھلا اور

بوڑھا اندر داخل ہو گیا۔۔۔ پہلے تو وہ دروازے پر ہی رکا رہا۔ اور پھر ان کے قریب آ کر

بولا بے بی۔ تم ابھی شہر نہیں گئے۔ اس نے لڑکی سے ہو چھا

اب جاؤں گی۔ ذرا ان کے لئے کچھ گلاب لائے تھی۔ لڑکی نے بھولے پن سے

کہا۔ ڈیڈی یہ آپ سے بہت ڈرتے ہیں۔

کیوں۔ اوہ بوڑھا مسکرایا۔

یہ کہتے ہیں کہ تمہارے ڈیڈی سے خوف معلوم ہوتا ہے۔

تم جاؤ اب شہر۔ دیر نہ کرو سورج غروب ہونے سے پہلے ہی واپس آ جانا۔

میں پکچر بھی جاؤں گی ڈیڈی۔ وہ پھر بچوں کی طرح ٹھنکی۔

میں نہیں سمجھا

میں انتہائی کوشش کر رہا ہوں کہ آپ کا خاندان مٹی میں نہ ملنے پئے۔۔۔ اور مجرم اپنی سزا کر پہنچ جائیں۔ اس کے لئے آپ کو وہی کرنا پڑے گا جو میں کہوں گا۔

کیا کرنا پڑے گا

فی الحال خاموشی سے یہیں رہئے۔

شکیل کچھ نہ بولا۔ اس کا چہرہ اس طرح زرد پڑ گیا جیسے وہ کوئی دائم المریض ہو۔ دیکھئے۔۔۔ شکیل کچھ دیر بعد بولا۔ اس قصے کو ختم کیجئے

جولیا نافٹ وائر عمران سے ملے عمران پر حماقت طاری نظر آ رہی تھی اس نے اس کو کہا کہ وہ اس کو سول اسپتال تک لے جانا چاہتی ہے۔

مجھے کئی سال سے بخار نہیں ہوا۔ عمران نے جواب دیا۔

میں تمہیں مر جانے کا مشورہ نہیں دے رہی تھی۔ جولیا نے مسکرا کر کہا۔ میرا خیال ہے کہ ہم وہاں ٹی تھری کے متعلق کچھ معلومات حاصل کر لیں گے۔

تب تو تم نے یقیناً افیون کھانی شروع کر دی ہے۔

ٹی تھری کے متعلق وہاں کیا معلوم کرو گی۔

کای تمہیں معلوم ہے کہ وہ اس عمارت میں کوئی چیز تلاش کر رہی ہے۔

مجھے معلوم ہے۔

بوڑھا سر ہلا کر بولا کر مسکرایا۔ اور پھر بولا۔ مجھے افسوس ہے کہ اپنے بڑے بھائی کی بیوی کو نہیں جانتے۔

شکیل کے ہاتھ پیر ٹھنڈے ہو گئے، اسے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے اس کے سارے جسم کا سارا خون منجمد ہو گیا۔ بوڑھا اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔

کیوں آپ کیا سوچنے لگے۔ بوڑھے نے پوچھا۔

میں یہ سوچ رہا ہوں کہ من پانگل کیوں نہیں ہو جاتا۔

ٹھیک ہ جب کسی اعلیٰ خاندان کی عزت خطرے میں پر جائے تو یہی سوچنا چاہئیرضیہ کی اب گزشتہ زندگی آہستہ آہستہ سامنے آ رہی ہی آپ لوگ اس خاندان میں رشتہ کر کے بڑے خسارے میں رہے بوڑھے نے کہا۔

میں آج بھی تین سزایافتہ لوگوں سے واقف ہوں جن سے رضیہ کے ناجائز تعلقات رہ

چکے ہیں

خدا کے لئے اب بس کیجئے۔ شکیل نے اپنے دونوں کان بند کر لئے اور بولا۔ اب میں جاؤں گا آپ مجھے نہیں روک سکیں گے

عقل کے ناخن لیجئے صاحبزادے۔ کیا آپ یہ سچ مچ چاہتے ہیں کہ آپ کے خاندان کی عزت خاک میں مل جائے۔ میں دوسری طرح معاملات سلجھانے کی کوشش کروں گا۔ یعنی سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے

کام کی بات کرو عمران۔۔۔ من اس ریٹائر سرغاں سے ملی تھی۔ لیکن وہ مجھے کچھ نہیں بتا سکا۔

کیوں

دمہ کا مریض ہے۔ آج کل اس پر مرض کا حملہ ہوا ہے۔ جو اتنا شدید ہے کہ وہ گفتگو نہیں کر سکتا۔

عمران کچھ دیر تک سوچتا رہا پھر بولا۔ جب وہ بول ہی نہیں سکتا تو مجھے ساتھ لے جانے کا کیا فائدہ

مجھے یقین ہے کہ تم کسی نہ کسی طرح معلوم کر لو گے۔

عمران حسب عادت وقت برباد کرتا رہا۔۔۔ پھر وہ دونوں سول اسپتال کے لئے روانہ ہو گئے۔

مگر تھوڑی ہی دیر بعد عمران جولیا پر برس رہا تھا۔ کیونکہ یہ طبعی بے نتیجہ ثابت ہوئی تھی۔ مریض کے لواحقین اسے اسپتال سے لے جا چکے تھے۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد جولیا اسپتال سے اس کا پتا معلوم کر سکی۔

ضالت اتنی خراب تھی کہ وہ بول بھی نہیں سکتا تھا۔ پھر اس کے ورثا یہاں سے کیوں لے گئے عمران نے تشویش کن لہجے میں کہا۔

وہ خود ہی جان چاہتا تھا۔ جولیا نے جواب دیا۔

کیا تلاش کر رہی ہے۔۔۔۔

اصلی صلاحیت اور ممیر سے سرمہ۔

یہ کیا چیزیں ہیں۔

بڑا نایاب چیزیں ہیں۔ مگر تم مجھے کیوں لے جانا چاہتی ہو۔۔۔۔

تمہارے بغیر یہ کام نہ ہو سکے گا۔

کام کی نوعیت۔۔۔۔

یہی کہانی ہے۔ لیکن تم مجھے یہ بتاؤں کہ کای تمہیں معلوم ہے کہ اس نے یہ عمارت کس

سے خریدی ہے۔

ایک غیر ملکی سے جو یقیناً جرمن جاسوس تھا۔ عمران نے جواب دیا۔

میرے خدا جولیا نے حیرت سے کہا۔ تم کبھی پیچھے رہے ہو۔

میں اکم کی نوعیت پوچھ رہا ہوں۔

اس اسپتال میں ایک اہم مرض موجود ہے۔ جو اس کے بارے میں کچھ کچھ بتائے گا۔

جولیا نے فخریہ انداز میں کہا۔

بس اب تم جاسکتی ہو میرے سامنے یہ نفرت انگیز نام نہ لو۔

وہ تمہاری بہت قدر کرتا ہے۔ جولیا نے کہا۔

میرے نظروں میں اس چوہے کی کوئی قدر نہیں۔ آخر وہ سامنے کیوں نہیں آتا۔

ارے بابا چل تو رہا ہوں۔ عمران پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا۔ بیکارکان نہ کھاؤ۔
تم خود کو نہ جانے کیا سمجھتے ہو جولیا نے چڑ کر کہا۔
میں خود کو ایک شادی شدہ آدمی سمجھتا ہوں۔۔۔ اس لئے۔۔۔ ہپ۔۔۔ ہم شاید
پہنچ گئے۔۔۔

ٹیکسی ایک عمارت کے سامنے رک گئی۔۔۔ کرایہ جولیا ہی نے ادا کیا اس نے کرایہ ادا کیا
اور وہ دونوں عمارت کی طرف بڑھ گئے برآمدے میں ایک نوکر موجود تھا۔۔۔
ہمیں مسٹر بیگ سے ملنا ہے۔۔۔ عمران نے اس سے کہا
وہ بہت بیمار ہیں جناب۔
ہمیں معلوم ہے ہم انہیں دیکھنے آئیں ہیں کل اسپتال میں ملاقات ہوئی تھی۔
اچھا تو ٹھہرے۔ مس بیگم صاحبہ کو اطلاع دیتا ہوں۔
نوکر نے کہا اور اندر چلا گیا۔

مجھے تعجب ہے کہ وہ بیگم صاحبہ کی موجودگی میں اب تک کیوں زندہ ہیں عمران بڑبڑایا۔
جس طرح تمہیں بیگم صاحبہ کی عدم موجودگی میں موت نہیں آتی۔ جولیا اپنا اوپری ہونٹ
بھینچ کر بولو۔ اتنے میں نوکر نے آ کر ان کو اندر چلنے کی درخواست کی۔

وہ انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھا کر اندر چلا گیا۔ مریض تک پہنچنے میں پندرہ منٹ صرف ہو
گئے۔ وہ ایک پلنگ پر چت پڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور سینہ کی لوہار کی دھونکی کی طرح

میٹر ان اک یہی جواب ہے۔
خیر۔ تو کیا۔ اب اس کے گھر چلنے اک ارادہ ہے
قطعی۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔۔۔
آج تم میری مٹی پلید کر دو گی شاید۔ عمران نے بڑا سامنہ بنا کر کہا۔
جولیا کچھ نہ بولی۔ پھر انہوں نے ایک ٹیکسی لیا اور معلوم کئے ہوئے پتے پر روانہ ہو گئے۔
لیکن وہ ہمیں کیا بتا سکے گا عمران نے کہا تم کیا معلوم کرنا چاہتی ہو۔
یہی کوئی۔ ٹھہری بی کو کسی چیز کی تلاش ہے
کسی نے تمہیں غلط راستے پر لگایا ہے۔
کیوں۔۔۔

اگر کسی کو یہ معلوم ہوتا کہ اسے کس چیز کی تلاش ہے تو وہ اسے اس کو ظہور سے پہلے ہی
حاصل کر چکا ہوتا۔

مگر میری معلومات کے مطابق پولیس سینکڑوں بار اس عمارت کی تلاشی لے چکی ہے۔
بہت پرانی کہانی ہے۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ میں جانتا ہوں کہ پولیس کافی دنوں تک
سرگرداں رہی تھی۔۔۔

اس مریض سے کم از کم یہ تو معلوم ہو جائے گا کہ پولیس کو جس چیز کی تلاش تھی وہ اس کو
ملی کہ نہیں۔

ہم لوگ عمران نے برا سامنہ بنا کر کہا۔ عورت مرد ہیں۔ ہم مسٹر بیگ سے ملنے آئے تھے۔
کیوں ملنا چاہتے ہو۔۔۔ عمران نے حیرت سے کہا اور پھر جولیا سے بولا۔ تم نے تو کہا
تھا کہ مسٹر بیگ مریض کی مسدس کی بنا پر گفتگو بھی نہیں کر سکتے۔
میں کیا بتاؤں۔ جولیا نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا۔۔۔ تم خود دیکھ رہے ہو۔۔۔

کیا میں اتنی دیر سے بول نہیں رہا۔ عمران نے حیرت ظاہر کی۔
تم کون ہو مسٹر بیگ سے کیوں ملنا چاہتے ہو۔

Released on 2008

کیا بکواس ہے۔۔۔۔

میں نہ کہتا تھا کہ شادی کر ڈالو۔ عمران رونی صورت بنا کر بولا۔

Page 44

اگر میں مار ڈالا گیا تو میں سب کچھ سمجھ لوں گا۔
 کچھ سوچو۔ رہائی کے لئے کچھ سوچو۔۔۔ جولیا نے مظہر بانہ انداز میں کہا۔
 میں کیا سوچوں اب بلاؤ اپنے چوہے آفسر کو۔ عمران برا سامنہ بنا کر بولا۔
 تمہیں یہاں لانے کا مشورہ اسی نے دیا تھا
 کیا مطلب یہاں۔ عمران نے آنکھیں نکال کر غصیلی آواز میں کہا۔
 مطلب یہ کہ اس نے کہا تھا کہ۔۔۔ بیگ کے معاطے میں عمران سے مدد لو وہ اس سے
 گفتگو کرنے کا کوئی نہ کوئی طریقہ پیدا کر ہی لے گا۔
 اس کے باپ کا نوکر ہے عمران۔ عمران غرایا۔
 جولیا کچھ نہ بولی۔ کہتی بھی کیا وہ خود بھی بھوکھلا گئی تھی۔ کچھ دیر بعد خاموش رہنے کے بعد
 اس نے کہا کہ۔
 کل جب میں اس بوڑھے سے ملی تھی تو وہ اتنا توانا نہیں تھا۔ اور نہ اتنا لمبا تھا مجھے یقین
 ہے کہ کل والا بوڑھا مسٹر بیگ ہی تھا مگر یہ۔۔۔ سب کچھ شاید آج ہی ہوا ہے۔ ٹی تھری کے
 ساتھی ہم پر گہری نگاہ رکھتے ہیں۔
 تم نے خواہ مخواہ میں میری سکیم بھی برباد کر دی۔
 میں کیا کرتی۔ مجھے تو بہر حال مجھے تو ایکس ٹو کے حکم کی تعمیل کرنی تھی۔
 اچھا تو کرو تعمیل من تو خود کشی کرنے جا رہا ہوں۔

یہ لڑکی پوریشن ہے مسٹر بیگ کی بھتیجی۔ ابھی حال ہی میں اٹلی سے آئے ہے۔ کل پہلی بار
 مسٹر بیگ سے اسپتال میں ملی تھی۔
 یہ اس طرح نہیں بتائے گا۔ لمبے آدمیوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔۔۔۔ ان دونوں کو
 اس کمرے سے لے چلو۔۔۔ پھر دیکھیں گے۔
 کیا گود میں لے چلوں۔۔۔ عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔
 خیر میں تو گود میں بھی چل سکتا ہوں۔ لیکن خبردار اس لڑکی کو ہاتھ مت لگانا ورنہ من ابھی
 یہاں خود کشی کر لوں گا۔
 سیاہ ٹائی والوں میں سے ایک نے بڑھ کر عمران کی گردن پر ریوالتور رکھ دیا اور اس پر
 تھوڑی سی طاقت صرف کرتے ہوئے بولا چلو جولیا عمران کے ساتھ چل رہی تھی۔۔۔ عمران
 نے روہانسی آواز میں کہا لعنت ہے ایسے چچا پر کیا یہ خود تم سے شادی کرنا چاہتا ہے تم نے یہ مجھے
 کس مصیبت میں ڈال دیا
 جولیا کچھ نہ بولی اس وقت اس کی ساری ذہانت رخصت ہو چکی تھی۔۔۔ انہیں ایک
 دوسرے کمرے میں لایا گیا۔۔۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ وہاں تنہا رہ گئے۔۔۔ عمران نے کسی
 لڑکی عورت کی طرح پینتر ابدلا۔ کس گدھے نے تمہیں یہ مشورہ دیا تھا کہ مجھے اس مصیبت میں
 پھنسا دو۔
 میں نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کیا ہوگا

اس کی طرح ہی ہوئی گھنی مونچھیں ہی تھیں جنہوں نے اسے اتنا بارعب بنا دیا تھا۔۔۔ حالانکہ فوج سے الیحدہ ہوئے کافی عرصہ گزر چکا تھا۔ لیکن جعفری کے اندر اب بھی فوجیوں کے سے تھے۔۔۔ کسی زمانے میں وہ ایک ملٹری کی سیکریٹ کا سرگرم آفیسر تھا۔ لیکن اب عمران کی ماتحتی نے سارے کس بل نکال دیتھیا وروہ ایکس ٹو سے بہت زیادہ خوف زدہ رہتا تھا۔

جعفری وہیں بیٹھا رہا ابھی تک اسٹار یٹا کر معتقدی کا تار نہیں ٹوٹا تھا۔ جعفری کبھی اسٹار یٹا کی طرف دیکھنے لگتا تو کبھی سیاہ ٹائی والے کی طرف

سیاہ ٹائی والے نے کیڈ بیری چاکلیٹ کا ایک پیکٹ اس طرح ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا جیسے وہ اس کو کسی کو دکھانا چاہتا ہو۔ ایک بات اسٹار یٹا کی نظر اس پر پڑی اور وہ پیکٹ میں سے چاکلیٹ نکال کر کھانے لگا پھر وہ اپنے جگہ سے اٹھا اور اوپر کی منزل کی طرف چل دیا۔۔۔ جعفری کی نظریں اس کا تعاقب کر رہیں تھیں۔ اب وہ سیڑھیوں میں تھا۔ اسٹار یٹا اب بھی بار بار اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ کیونکہ کہ اس کے شہرے پر پچھلی کی طرح اضطراب نہیں رہا تھا۔ تقریباً پانچ یا چھ منٹ بعد جعفری نے سیاہ ٹی والے کو اوپری منزل سے نیچے آتے ہو دیکھا پھر وہ نیچے آ کر سیدھا باہر نکل گیا۔ دفعتاً اسٹار یٹا بھی بے چین نظر آنے لگی۔ وہ اس وقت اپنے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی۔

جعفری کے ذہن میں ایک نیا خیال سرا بھر رہا تھا۔۔۔ وہ عجیب انداز میں اپنے میز پر سے اٹھا اوپر کی منزل کی زینوں کی طرف چل دیا۔ ایک لحظ کے لئے رک کر اس نے کچھ

جیسے ہی اسٹار یٹا کی کار جعفری منزل سے نکلی۔ کیپٹن جعفری نے اس کا تعاقب شروع کر دیا۔ وہ ایک ٹیکسی میں تھا۔۔۔ اسٹار یٹا تنہا تھی۔۔۔ گاڑی ڈرائیور چلا رہا تھا۔ کچھ دیر تو ایسا معلوم ہوتا رہا کہ وہ یونہی ان سڑکوں کے بے مقصد چکر لگا رہی ہے۔۔۔ پھر وہ پرنس ہوٹل کے سامنے رک گئے۔ کیپٹن جعفری نے اسے کار سے اتر کے ہوٹل میں جاتے ہوئے دیکھا۔ وہ بھی ٹیکسی سے اتر گیا ٹیکسی وہیں کھڑی رہی۔ ہال میں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ اسٹار یٹا اپنے معتقدوں میں گر گئی ہے۔ یہاں بہت سے لوگ اس کو پہچانتے تھے۔

جعفری نے وریب ہی سے ایک سیزانگیج کر لی۔ ایسی صورت میں اس کے علاوہ اور چارہ ہی کیا تھا اسٹار یٹا کی میز کے گرد کئی کرسیاں تھیں لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وہ جلد از جلد ان سے پیچھا چھڑانا چاہتی ہو۔ اس کی نظریں بار بار ایک جانب اٹھ رہیں تھیں۔ پہلے تو جعفری نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی لیکن جب ایک بار اس کی نظریں وہاں کراٹھیں تو اسے اپنے محنت بار آور ہوئی ہوئی معلوم ہوئی۔ وہ ایک فرد تھا جسے اسٹار یٹا بار بار دیکھ رہی تھی۔ وہ اس سے کافی فاصلے پر تھا لیکن وہ اس کو بار بار دیکھ رہی تھی۔ جولیا کی تحقیق تھی کہ اسٹار یٹا جن لوگوں سے تعلق رکھتی ہے وہ عموماً سیاہ ٹائیں استعمال کرتے ہیں۔

جعفری بڑے صبر و سکون کے ساتھ بیٹھا رہا۔ اس نے

کھانے پینے کی کچھ چیزیں منگائی تھیں۔ اور وقت گزر رہا تھا۔

کیپٹن جعفری کی شخصیت بہت شاندار تھی۔ وہ ایک قد آور اور بارعب آدمی تھا۔ شادی

Released on 2008

Page 47

مگر اس کی کوئی چھوٹی جگہ نہیں تھی۔۔۔۔۔ لہذا وہ کسی طرح بھی معلوم کرنا مشکل ہی تھا۔
جولیا تم اونگھ رہی ہو۔۔۔ عمران نے اسے جھنجھور کر کہا۔۔۔ وہ سچ مسخ بیٹھے بیٹھے اونگھ
رہی تھی۔

جولیا مسکارینی۔ یہ رات تھی

تو پھر کوئی تدبیر بکا لونا جو لیا دونوں ہاتھوں سے آنکھیں ملتی ہوئی بولی۔ کب تک یہاں رہیں گے۔

تدبیر یہ ہے کہ تم میرے سر پر بیٹھ جاؤ اور میں حلق پھاڑ پھاڑ کر بھیڑیں گاؤں۔

بھڑپیں کیا۔۔۔

بھیڑیں تمہارے آفیسر کی دم میں بندھے ہوئے نمودے کو کہتے ہیں۔

جولیا ہنسنے لگی۔ لیکن ہنسنے من زندگی نہیں تھی۔ عمارن تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر اس نے کہا۔

میرا خیال ہے کہ اب کوئی تھری پی وقت گزاری ہے۔

وقت گزاری سے کامی مراد ہے

اسے جس چیز کی بھی تلاش تھی وہ اسے مل گئی۔

یہ تم کس بنا پر کہہ رہے ہو

پھر بحث شروع کی تم نے

ایکس ٹونے اپنا فون نمبر بھی بتایا ہوتا۔۔۔۔۔

وہ کاؤنٹر کے پاس سے ہٹ کر ایک ستون کی اوٹ میں آکھڑا ہوا۔۔ اسٹاریٹا اوپر سے واپس آگئی تھی۔ لیکن چونکہ یہاں سے فاصلہ زیادہ تھا اس لئے جعفری اس کی حالت کا اندازہ نہیں لگا سکتا تھا ویسے اس کو یقین تھا کہ وہ شدید قسم کی زہنی الجھن میں مبتلا ہوگئی ہوگی۔ اگر اس کے ارد گرد متعقدین کی بھیڑ نہ ہوتی تو شاید وہ یہاں رک بھی نہیں سکتی تھی۔ جعفری سوچ ہی رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے کہ اس نے اسٹاریٹا کو پھراٹھتے دیکھا شاید اب وہ ان لوگوں سے معذرت طلب کر رہی تھی۔

معتقدین کی بھیڑ اسے کار تک پہنچانے آگئی جعفری اب دیکھنا چاہتا تھا کہ استارٹا کہاں جاتی ہے اور کیا کرتی ہے۔

جیسے ہی اس کی کار حرکت میں آئی اسی کے پیچھے جعفری کی ٹیکسی بھی چل نکلی۔ لیکن تھوڑی ہی دیر بعد اس کی مایوسی کی حد ہو گئی جب اس نے اگلی کار کو جعفری منزل کے پھاٹک میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا اب کیا ہوسکا ہے۔۔۔۔ پہلے وہ سمجھا تھا کہ اسٹاریتا غیر متوقع طور پر اپنے ایک آدمی کے پیغام سے جانے کے بعد معلومات حاصل کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی دوسرا ذریعہ تلاش کرے گی۔

بہر حال اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا کسی نہ کسی طرح کی اس عمارت کا پتہ لگانے کی کوشش کرے جہاں اس کی دانست من وہ دوں رہتے ہیں۔

تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ اچھا اب میں شروع کرنے جا رہا ہوں۔
 لیکن قبل اس کے کہ پہلے وہ کچھ شروع کرتا باہر سے کسی نے قفل میں کنجی گھمائی دروازہ کھلا
 اور چار آدمی اندر داخل ہوئے۔۔۔۔۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں ریوا لور تھا۔
 اٹھو۔۔۔۔۔ تم لوگ۔ ریوا لور والے نے خشکیاں لہجے میں کہا۔
 وہ دونوں کھڑے ہو گئے۔ عمران نے اپنے دونوں ہاتھ بھی اٹھائے تھیاور اب وہ سچ مچ
 بہت زیادہ خوف زدہ نظر آ رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے اب اس کا دم ہی نکل جائے گا۔ وہ
 ہانپتا کانپتا ان لوگوں کے ساتھ چلنے لگا۔
 ارے یہ تو وہی ہے۔ عمران نے اسٹار یٹا کی آواز سنی۔ اس وقت وہ اسٹار یٹا سے بہت
 مختلف نظر آ رہی تھی جیسے اس نے جعفری منزل میں دیکھا تھا۔ اس وقت اس کے جسم پر اسکرٹ
 کی بجائے خاک کی پتلون اور چمڑے کی جیکٹ تھی۔ اور آنکھوں میں نسوانیت کا شائبہ بھی نہیں
 تھا۔ وہ بس ایک زرخیز لڑکی معلوم ہو رہی تھی۔
 کیوں تم کون ہو۔ اس نے عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔
 ایک سرکس بوائے۔۔۔۔۔ عمران نے شرما کر جواب دیا۔
 تم جھوٹے ہو۔۔۔۔۔
 پھر میں کسی طرح بھی یقین نہیں دلا سکتا۔ ویسے یہ لڑکی تمہیں یہ بتائے گی ہم دونوں اسٹا
 سرکس میں ملازم ہیں۔

میں بحث نہیں کرتی۔ بس صرف اس خیال کی وجہ دریافت کرنا چاہتی ہوں کہ خیر اسے بھی
 جانے دو یہی بتا دو کہ وہ اس چیز کے حصول کے بعد بھی جعفری منزل میں کیوں مقیم تھا
 وہ سوچتی ہوگی کہ کہیں اس کی محنت برباد نہ ہو جائے۔ کیس کہ کچھ نامعلوم آدمی اس کی
 نگرانی کر رہے ہیں۔ اسے اس کا احساس ہو گیا ہے ورنہ وہ ہمیں قید کیوں کرواتی۔
 یہ بھی کوئی بات نہ ہوئی۔ من تو کوئی منطقی دلائل چاہتی ہوں۔
 جولیانے کہا۔
 اٹھا بس اب اپنی ٹائیں ٹائیں ختم کرو۔۔۔۔۔ میں کچھ سوچنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔
 کچھ اور بلکہ رہائی کی تدبیر۔ جولیانے اس کی آنکھیں میں دیکھتی ہوئی بولی۔
 رہائی کی تدبیر کا سوچنا ہے ایسے موقع بار بار نہیں آتے۔۔۔۔۔ اگر وہ لوگ مار ڈالنے
 کی دھمکی دیں تو انہیں اس قدر غصہ دلاؤ کہ وہ تمہیں سچ مچ مار ڈالیں۔ ارے اس زندگی میں
 رکھا ہی کیا ہے
 تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔
 پھر کیوں لائی تھی مجھے اپنے ساتھ جب میرے کوئی مشورے پر عمل نہیں کرنا تھا۔
 تم سے خدا سمجھے عمر اتم موت کے منہ میں بھی سنجیدگی اختیار نہیں کر سکتے۔
 میں اب تک نکل بھی گیا ہوتا لیکن مجھے تمہاری فکر ہے۔
 تم میری فکر نہ کرو تم شروع کر دو میں اپنی حفاظت آپ کر لوں گی۔

سرف تین آدمی جانتے ہیں۔ عمران نے سر ہلا کر کہا۔۔۔۔ میں۔ میری محبوبہ۔ اور جمیل کی بیوی کا دیور۔

اسٹار یٹا اسے خاموشی سے گھوتی رہی۔۔۔۔ پھر بولی۔

تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تم سچ کہہ رہے ہو یہ لڑکی بھی جھوٹ بول سکتی ہے۔ شکیل بھی جھوٹ بول سکتا ہے۔ اسٹا سرکس والے بھی جھوٹ بول سکتے ہیں۔ صرف تم سچ بول سکتی ہے۔

اور تم نے میرے متعلق کیا معلوم کیا

کچھ بھی نہیں۔ عمران نے مایوسی سے سر ہال کر کہا۔ بس اتنا ضرور مولوم ہوا کہ اب میں تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ زندگی بھر تمہارے خواب دیکھنے پڑیں گیں۔

بکو اس بند کرو۔

میں اب خاموش ہی رہاں گا۔ ویسے تم اس لڑکی سے حقیقت معلوم کر سکتی ہو یہ بھی تمہاری ہی طرح سوئیس ہے۔

تم سوئیس ہو اسٹار یٹا نے جولیا سے پوچھا۔

ہاں میں سوئیس ہوں جولیا نے سوئیس مین جواب دیا اور اس نے اسی زبان میں عمران کے جواب کی تصدیق کی۔ دفعتاً ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا۔

کیا سب سامان تیار ہے۔۔۔ اسٹار یٹا نے اس سے پوچھا۔

اور شکیل اتنا کم رتبہ آدمی ہے کہ سرکس والوں سے دوستی کرتا پھڑے گا بچپن میں ہم دونوں نے ایک ہی سکول میں تعلیم پائی تھی۔

خیر تم میری ٹوہ میں کیوں تھے

شکیل نے مجھ سے کہا تھا کہ تم یہاں کسی خزانے کی تلاش میں آئی ہو۔ اس نے بتایا کہ ایک رات تم نے اس کے بڑے بھائی کو آگاہ کیا تھا وہ ایک مخصوص پھاڑک سے گزر کر منزل میں داخل نہ ہو۔۔۔۔۔ ورنہ خسارے میں رہے گا۔۔۔۔۔ وہ پھاڑک سچ مچ گر پڑا۔۔۔۔۔ پھوتم اس کے ساتھ جعفری منزل میں ہی مقیم ہوگئی۔۔۔۔۔ شکیل نے ایک رات اتفاق سے تمہیں وہاں کچھ تلاش کرتے ہوئے دیکھ لیا میں غلط تو نہیں کہہ رہا۔

بکتے رہو۔ اسٹار یٹا غرائی۔

جھیسر اغرسانی کا بڑا شوق ہے۔ جب شکیل نے مجھ سے اس کا تذکرہ کیا تو میں نے وعدہ کر لیا کہ میں جعفری منزل میں تمہارے رہنے کا مقصد جاننے کی کوشش کروں گی۔۔۔۔۔ لہذا میں نے جعفری منزل میں قیام کیا۔ یہ لڑکی جو میری محبوبہ ہے میرے لئے کام کرتی ہے اس نے اس عمارت کے متعلق مولومات فراہم کیں ہیں۔ مسٹر بیگ کا پتا لگایا۔۔۔۔۔ اور مجھے یہاں پھنسا یا۔۔۔۔۔ ایسی واہیات تو شیطان کی محبوبہ بھی نہ ہوگی۔

میں تمہیں قتل کر دوں گی۔۔۔۔۔ ورنہ بتاؤ کہ تم کون ہو اور تمہارے ساتھ کتنے آدمی تھیں اس واقعے کا علم اور کتنے آدمیوں کو ہے

بھی چراغوں کی لوؤں پر دھویں کو نہ طلب کر سکی۔ اس کی بجائے تم نے جمیل سے یہ ظاہر کرنا شروع کر دیا کہ روحمیں تم سے ناراض ہو گئیں ہیں اور تمہیں نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ وہ رات تم کو یاد ہے نہ جب تم اپنے کمرے میں چینیج کر رہی تھی اور اس چڑھ خوف زدہ نظر آ رہی تھی جیسے وہ چراغ تمہارے لئے موت کا پیغام لانے والے ہوں جمیل سے تم نے چراغوں کو بجھانے کے لئے کہا تھا لیکن وہ انہیں نہ بجھا سکا یہ تم نے محض

اس لئے کیا تھا تا کہ اسے کم از کم ان چراغوں کے غیر معمولی ہونے کا یقین تو آ ہی جائے حقیقتاً وہ بیٹا رے اس سلسلے میں دھوکا تو کھا ہی گیا تھا۔ حالانکہ بہت پڑھا لکھا آدمی تھا۔ وہ یہی سمجھا کہ چراغ تو غیر معمولی ہیں۔ لہذا یہی بات ہو سکتی ہے کہ روحمیں تم سے ناراض ہو گئیں ہوں۔ یہ سب کچھ محض تم نے اس لئے کا ہی تھا کہ جعفری منزل میں ایک مہمان کی حیثیت سے داخل ہو کر نہایت سکون کت ساتھ ان کا غزات کی تلاش جاری رکھ سکو۔ چراغ واقعی غیر معمولی ہیں۔۔۔۔

عمران اسٹار بیٹا کو آنکھ مار کر مسکرایا اور پھر بولا۔ دیئے دوہرے بنائے گئے ہیں۔ ان کے دو میان میں کافی جگہ خالی ہے۔۔۔ اوپر کے حصے میں تم نے تیل ڈال کر روئی کی بتیاں ڈال دیں تھیں لیکن حقیقتاً یہ ہے کہ دونوں بتیوں کے دو میان میں پانی اور کبابائیڈ ہوتا تھا اور روئی کی بتی کے نیچے ایک باریک سی نلکی سے ایک گیس نکل کر جلتی تھی۔۔۔۔۔ بادہیا نظر میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ لوروی کی بتی سے نکل رہی ہے لیکن حقیقتاً یہ ہے کہ لو اس نلکی سے نکلتی تھی جس کا تعلق کاربائیڈ

ہاں مادام۔ اس نے بڑے ادب سے جواب دیا۔
ان لوگوں کو کمرے میں بند کر دو۔۔۔ اس نے عمران اور جولیا کی طرف اشارہ کیا۔
عمران بڑی دیر سے اس چھوٹے سے سوٹ کیس کو دیکھ رہا تھا جسے اسٹار بیٹا داہنے ہاتھ میں لٹکائے ہوئی تھی۔ تمہیں وہ چیز مل گئی جس کی تلاش تھی۔ عمران نے پوچھا
ہاں اسٹار بیٹا مسکرائی۔ مگر وہ کسی قدیم شاہی جوہرات کی طرح نہیں ہے۔ تم لوگ اس قسم کے ناول پڑھتے ہو۔۔۔۔۔

یہ کاغذات یہاں کیسے پہنچے تھے
ایک سرکس بوائے کو ان چیزوں سے دلچسپی نہیں ہونی چاہیے۔
میں تم پر رحم کھا رہی ہوں۔ تم قتل نہیں کیے جاؤ گے۔ صبح تک تم کو رہائی نصیب ہوگی۔ اسٹار بیٹا نے کہا۔

میں تم سے رحم کی بھیک نہیں مانگتا۔ عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ کیا تم مجھے گھٹیا آدمی سمجھتی ہو۔۔۔ تم نے جس طرح جعفری خاندان والوں کو الو بنایا تھا مجھے نہیں بنا سکتی تمہارے سلسلے میں کون سی ایسی بات نہیں ہے جو مجھے معلوم نہ ہو۔۔۔ تم بہت دنوں سے جعفری منزل میں داخل ہونے کا پروگرام بنا رہی تھی۔ اس سلسلے میں تم نے جوش کا ڈھنگ رچایا۔ تم جوش کی ماہر تو ہو سکتی ہو لیکن حضرات کی اسجد سے ابھی تمہاری واقفیت نہیں ہے۔ تم نے کہیں سے مشرقوں کے کمال کا تذکرہ سن لیا ہوگا۔ بس دو چار کالے چراغ لے کر چڑھ دوڑیں لیکن ایک بار

-- یونی تھریسا بمبل پی آف بوسیمیا دفعتاً سوٹ کیس اسٹار یٹا کے ہاتھوں سے چھوٹ پڑا۔
 مارڈالوا سے۔۔۔ وہ جلدی سے سوٹ کیس اٹھاتی ہوئے بولی۔ جولیا بوکھلا گئی۔۔۔
 وہ سمجھ رہی تھی کہ عمران مکاری سے کام لے کر کسی نہ کسی طرح اپنی جان بچالے گا۔ لیکن تھریسیا
 کی زنجیت سے پردہ اٹھا دنیا گویا اسے چیلنج کرنا تھا۔ کیا عمران سے سچ مچ حماقت سرزد ہوئی
 تھیدفعلاً پانچ آدمی عمران پر ٹوٹ پڑے۔۔۔ جولیا اچھل کر ہٹ گئی۔۔۔ اس نے بھی
 ناداذہ کر لیا تھا کہ وہ کاغزات اسے سوٹ کیس میں ہوں گے۔ جو تھریسیا بڑی احتیاط سے
 تھامے ہوئی تھی۔

جولیا نے عمران کو ان آدمیوں کے نوغے سے نکلنے ہوئے دیکھا وہ آدمی یکے بعد دیگرے
 فرش پر ڈھیڑ ہو گئے۔ اپنے ہاتھ اٹھاؤ۔ ورنہ گولی مار دوں گا اس آدمی نے کہا جس کے پاس
 ریوالور تھا۔۔۔۔

عمران نے اس طرف دیہان دئے بغیر سوٹ کیس پر چھپٹا مارا وہ اسے صاف بچالے
 گئی۔۔۔ تھریسیا وہی عورت تھی جس نے سارے یورپ کو انگلیوں پر نچا رکھا تھا۔ وہ اتنی
 آسانی سے قابو میں نہیں آ سکتی تھی۔۔۔۔ دوسرے ہی لمحے اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا
 پستول نکال لیا۔ لیکن شاید اس خیال سے وہ لوگ فائر نہیں کرنا چاہتے تھے کہ یہ عمارت شہر کے
 کافی آباد حصے میں موجود تھی۔۔۔۔

جولای بڑی طرح کانپنے لگی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ عمران نے یہ کیا پاگل پن

سے تھا۔۔۔ اب رہ گیا پھاٹک کے گرنے کا مسئلہ اس کے اوپری حصے من پہلے ہی سے دڑار
 پڑی ہوئی تھی۔ تمھارے آدمیوں نے تھوڑی سی محنت کر کے اسے اس دن گرا دیا تھا کیا ان کی باغظ
 کہ رہا ہوں مجھے تمھارے مسیکے پر دوبارہ غور کرنا ہوگا اسٹار یٹا نے خونخوار لہجے من کہا۔
 غور کرنے کے لئے بہت وقت ہے میں جانتا ہوں کہ تم مجھے زندہ نہ چھوڑو گی پھر میں
 کیوں خواہتا ہوں اس ذلت سے محروم ہو جاؤں مجھے ایسی باتیں کرنے میں بڑی لذت ملتی ہے۔
 ہاں تو۔۔۔ جمیل کے کمرے والی آگ بھی روحوں کا عتاب تھا۔۔۔ وہ آگ تمھیں نے
 لگائی تھی اس طرح کہ جمیل کو اس کا احساس نہ ہو سکا۔ حالانکہ وہ تمھارے پاس ہی موجود تھا۔ اب تم
 یہ کاغزات لے جا رہی ہو جو اس بیچارے جرمن جاسوس نے بڑی محنت سے چڑائے تھے
 کہاں سے چڑائے تھیں اسٹار یٹا غرائی۔

برطانیہ کے دفتر خارجہ سے۔۔۔ اور انہیں جعفری منزل میں چھپا دیا تھا۔ ادھر پولیس کو
 اس پر شبہ ہو گیا اور وہ عمارت بچ کر بھاگ نکلا۔۔۔ اور اسے اتنا موقع بھی نہ مل سکا کہ وہ
 وہاں سے ان کاغذات کو نکال سکتا۔ ممکن ہے کہ اس نے مصلحتاً انہیں وہاں رہنے دیا ہو۔ سوچا ہو
 کہ جب ضرورت ہوگی تو انہیں وہاں سے نکال لے جائے گا۔ پولیس کو دراصل انہیں کاغذات
 کی تلاش تھی۔۔۔ وہ اجسوس بہطارہ ناجانے کہاں مرکھپ گیا۔

اب تمھاری زندگی محال ہے۔ اسٹار یٹا بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔
 تمھارے بغیر میں زندہ بھی نہیں رہنا چاہتا۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ ٹی تھری بی۔۔۔

متوجہ نہ تھا۔ صرف جولیا نے کن اکھیوں سے اس کی طرف دیکھا تھا اور انکھیں بند کر لیں تھیں۔ اسے خوف تھا کہ کہیں کسی کی نظر عمران پر نہ پڑ جائے۔

عمران تھریسیا کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ اس کی سوٹ کیس پر ڈالا اور لیٹے ہی لیٹے کمر پر ایک ایسی لات ماری کہ وہ اچھل کر پانچوں آدمیوں پر جا گری۔ بیک وقت اس کی چیخیں اور کراہیں کمرے میں گونج اٹھیں۔ عمران نے جلدی سے تھریسیا کا پستول بھی اٹھا لیا جو قریب ہی پڑا ہوا تھا۔۔۔۔

تم سب کھڑے ہو جاؤ۔ عمران نے انہیں مکارا۔ اس آدمی نے اپنی جیب کی طرف ہاتھ لے جانا چاہا جن کے پاس پستول تھا لیکن عمران کی تیز نظروں سے بچنا مشکل ہی تھا۔ عمران نے اس پر فائر کر دیا۔ گولی اس کے بازو پر لگی اور وہ لڑکھڑا کر دور کا گرا۔

وہ لوگ پتھر کے بتوں کی طرح کھڑے رہے۔۔۔۔ ٹھیک اسی وقت دوسرے کمرے میں دروازے پر کسی کا سایہ پڑا اور عمران اچھل کر اسی پوزیشن پر آ گیا کہ دروازے سے اندر داخل ہونے والا بھی پستول کی زد میں رہے۔۔۔۔۔

جولیا ناٹرواٹر کو کھولو۔ عمران نے جعفری سے کہا اور وہ جولیا کی طرف متوجہ ہو گیا جولیا کے آزاد ہونے میں زیادہ وقت صرف نہیں ہوا تھا۔۔۔۔۔

اب ٹی پی ٹھری کو انہیں ٹایوں کے ساتھ باندھ دو لیکن جعفری جیسے ہی اس کے پاس پہنچا۔ وہ دونوں اس کی ہاتھوں سے بڑی بڑی مونچھیں

اختیار کیا تھا۔ اگر وہ زیادہ تیزی نہ دکھاتا تو تھریسیا انہیں عمران سے نکل جانے دیتی۔ وہ تھریسیا اور اس کے کارناموں سے اچھی طرح واقف تھی۔

عمران نے پھر ہاتھ اوپر اٹھا دئے۔ اور تھریسیا اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر غرائی۔ کتنے نکلے ہوئے لوگ تم سے ایک آدمی بھی نہیں پکڑا جاتا۔ اسے پکڑ کر اس کا گلا گھونٹ دو۔۔۔۔ اور تم بھی چپ چاپ کھڑی رہو گی ورنہ انجام برادر دناک ہوگا۔

جولیا جہاں تھی وہیں کھڑی رہی۔ پانچوں آدمی عمران پر پھینچے عمران پھر جھکائی دے کر ان کے نرغے سے نکل گیا اور دو آدمیوں کے سر بڑے طرح ٹکرائے۔ تیسرے کی پیشانی پر عمران کا گھونسا پرا۔۔۔۔ اور چوتھے کے پیٹ پر لات۔ پانچوں نے آگے بڑھنے کی ہمت نہیں کی۔

دفعۃً تھریسیا نے عمران پر فائر کر دیا۔۔۔۔۔ عمران چکرا کر گرا۔۔۔۔ اور پھر نہ اٹھ سکا۔ پستول کی آواز بڑی ہلکی تھی۔ شاید ان کمروں ہی میں گونج کر رہ گئی ہو۔

اب اس لڑکی کے ہاتھ پیر باندھ کر یہیں ڈال دو۔ تھریسیا نے پرسکون آواز میں کہا جولای خاموش تھی۔ انہوں نے اپنے تائیں کھولیں اور جولیا کی طرف بڑھے۔۔۔۔ تھریسیا عمران کی پشت کئے کھڑی انہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ اور شاید جولای کی بے بسی سے لطف اندوز بھی ہو رہی تھی۔۔۔۔ جولای کو نا جانے اس کی مسکراہٹ کیوں ڈراؤنی معلوم ہو رہی تھی۔

اچانک عمران نے لیٹے لیٹے تھریسیا کی طرف کھسکنا شروع کر دیا۔ پانچوں آدمی جولیا کو باندھنے میں مصروف تھے۔ اور تھریسیا انہیں دیکھ رہی تھی۔ ان میں سے کوئی بھی عمران کی طرف

Released on 2008

Page 54

سے فائدہ اٹھایا تھا۔ ورنہ جعفری جیسے اچھے نشانے باض سے اس کو موت ہی نصیب ہوتی۔
کامی مں دوسرے راؤنڈ کے لئے کارتوس پیش کروں۔ جناب کپتان صاحب عمران نے
زہریلے لہجے میں پوچھا۔ اور جعفری نے اس پر ریوا لورتان مارا۔۔۔ عمران ایک طرف ہٹا ہوا
بولا۔ اب غصہ تھوک ڈالنے کپتان صاحب۔ ورنہ اگر یہ چاروں بھی فرار ہو گئے تو تو آپ کا
چوہا کیس ٹو آپ کی بری طرح خبر لے گا۔۔۔ اچھا۔۔۔ ٹاٹا۔۔۔

جعفری منزل میں صبح میں کھانے کی میز پر تشکیل اپنی رام کہانی سنا کر خماش ہوا تو عمران
بولا۔ مقصد یہ تھا کہ وہ لوگ تمہیں اس وقت تک روک رکھیں جب تک تھریسیا ان کا غزات کو
پانے میں کامیاب نہ ہو جائے۔ وہ سمجھتے تھے کہ صرف تم ہی تھریسیا کی پراسرار حرکت سے
واقف ہو اور کوئی نہیں جانتا اس لئے وہ لوگ تمہیں یہاں سے ہٹالے گئے۔ اور انہیوں نے
محترمہ رضیہ کے متعلق ایک اتہام تراش کر تمہیں الجھن مں ڈال دیا۔ مقصد بہر حال یہ تھا کہ وہ
لوگ تمہیں کسی نہ کسی طرح روکے رکھیں۔ حتا کہ تھریسیا کامیاب ہو جائے۔
کیا وہ لوگ مجھے لے گئے تھے۔ تشکیل نے پوچھا۔

میں نے اسی وقت ان کا تعاقب کیس تھا۔۔۔ اور مجھے ان کے ٹھکانے کا بھی علم تھا۔۔۔
مگر مجھے دراصل تھریسیا کی فکر تھی۔ میں ہی نہیں میرے علاوہ اور بھی لوگ اس میں دلچسپی لے
رہے تھیا خروہی لوگ سسٹم پانے مں کامیاب ہو گئے اور میں منہ دیکھتا رہ گیا۔۔۔ خیر جو بھی
ہو تم نے مجھے جس کام کے لئے بلایا تھا وہ ہو ہی گیا۔ یعنی کس طرح اس بلا کو جعفری منزل سے

جائیں۔ اس نے مضحکہ اڑانے والے انداز مں کہا۔

میں تمہاری زبان کھیٹ لوں گا۔ جعفری حلق پھاڑ کر دہاڑا۔

عمران نے سرٹ کیس ایک طرف ڈال کر کہا۔ آؤ آج اپنی یہ خواہش بھی پوری کر لو۔
جولیا چپ چاپ کھڑی انہیں دیکھتی رہی۔ جعفری گھنسا تان کر عمران پر چڑھ دوڑا۔۔۔
لیکن جیسے ہی وہ اس کے قریب پہنچا عمران نے ایسا بھلا وادے کر اس زور سے ہاتھ کھپٹی پر
رسید کیا کہ جعفری کی آنکھوں میں تارے سے ناچ گئے۔ وہ لڑکھڑایا۔۔۔ توازن قائم
رکھنے کی کوشش کی۔۔۔ لیکن آخر کار چاروں قیدیوں پر جا گرا۔۔۔ وہ چاروں بڑی طرح
چیخے۔۔۔ جعفری کافی گرانڈیلی قسم کا آدمی تھا۔۔۔ وہ غصے مں اپنی بوٹیاں نوچتے ہوئے
پھر کھڑا ہوا لیکن وہ عمران ہی کا ہی جو اپنے حریف کو سنہلنے کا موقع دے۔ جعفری زرا سی دیر میں
برکار ہو گیا۔ اس دوران جولیا سوٹ کیس لے کر نو دو گیارہ ہو گئی تھی۔۔۔۔

جعفری دیوار سے ٹکا بڑی طرح ہانپ رہا تھا۔ عمران نے منہ بان کر کہا تم سب ایک طرح
سے لفنگے ہو۔۔۔ اب دیکھو وہ شیطان کی نوی سوٹ کیس ہی لے بھاگی۔

جعفری غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔ اس نے جیب سے ریوا لور نکالا اور عمران پر تان
دیا۔ عمران بھی غفل نہیں تھا گولی اس کے سر پر سے گزر گئی۔ لیکن جعفری دیوانوں کی طرح ٹریگر
دباتا ہی چلا گیا حتا کہ میگزین کی آخری گولی بھی ساف کر دی۔ لیکن عمران اس کے باوجود بھی اس
سے تھوڑے فاصلے پر کھڑا مسکراتا رہا۔۔۔ اس نے اس وقت سنگ ہی کے ایجاد کردہ آرٹ

اور جناب عمران پہلے ہی سے ان کا غزوات کے متعلق جانتا تھا

یس سر۔۔۔ جی ہاں یقیناً وہ ایک بڑا کارنامہ تھا۔

مگر جناب کیا الفانسے نہیں تھا تھریریا کے ساتھ

تھر سہیا کا نکل جانا اچھا نہیں ہوا جناب۔

The End.....اختتام

آہاں۔۔۔۔۔ یہ جمیل صاحب کہاں ہیں۔

اگر۔۔۔ وہ لوہ مجھے قتل کر دیتے۔۔۔ شکیل نے عمران سے کہا۔

میں اس احمق آدمی کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے انہیں اس

مگر جناب ان کو یہ کاغذات ملے کہاں سے تھے

مسٹر بیگ کے متعلق کچھ معلوم ہوا جو لیا نے پوچھا۔

Page 56